دیوانِ غالب

[مطبوعہ۔ اکتوبر ۱۸۴۱ء]

(عکسی)

پیش لفظ :-

کالی داس گپتا رضا

بجملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

اشاعت:- ۱۹۸۶ء
قیمت:- ۲۰۰ روپے
تعداد:- ۲۰۰

وِمل پبلی کیشنز

۱۰۷ جولی بھون نمبر ۱-۱۰، نیو مرین لائنز
و
۳۰۵ چرچ گیٹ چیمبرز - ۵ نیو مرین لائنز
بمبئی ۴۰۰۰۲۰

جنابِ مالک رام

کی نذر

"شاہوں کے خزانے میں گہر بیچ رہا ہوں"

کمالی در مسر گیتا رضا ۔ بمبئی

۲ جون ۱۹۸۶ء

بلقلم خود

ترتیب

۱- پیش لفظ ۱

دیوانِ غالب (عکسی)

۲- سرورق ۱
۳- دیباچہ ۳
۴- غزلیات ۵
۵- منتخب قصیدہ منقبت
علی مرتضیٰ علیہ السلام ۹۵

۶- انتخاب قصیدہ منقبت
علی مرتضیٰ علیہ السلام ۹۷

۷- قطعات ۹۹

۸- رباعیات ۱۰۱

۹- تقریظ ۱۰۳

۱۰- غلط نامہ ۱۰۹

پیش لفظ

غالب، میجر جان جاکوب بہادر (جان جیکب) کو، مطبع سیدالاخبار کے بارے میں کچھ اطلاعات بہم پہنچاتے ہوئے ایک خط میں لکھتے ہیں[۱]:

"..... دیوانِ ریختہ کہ در ناتمامی تمام است، عجب نیست کہ ہم دریں ماہ بہ تمامی وانگاہ بنظر گاہِ سامی رسد....."

(ترجمہ: (میرا) دیوانِ اردو بھی جو باوجود ادھورا ہونے کے، مکمل ہے، عجب نہیں اسی مہینے میں (اسی مطبع سے) تمام ہو کر آپکی نگاہِ عالی سے گزرے .....)

اس خط سے دو باتیں سامنے آتی ہیں۔ اوّل یہ کہ دیوان چھپ رہا ہے۔ دوم یہ کہ دیوان اگرچہ ادھورا ہے تاہم مکمل ہے یعنی منتخب ہے۔ سرورق کے مطابق، بالآخر، دیوان شعبان ۱۲۵۷ھ مطابق اکتوبر ۱۸۴۱ء کو چھپ گیا۔

دیوان کے ص ۱۰۴ پر ایک رباعی درج ہے ؎

ہیں شہ میں صفاتِ ذوالجلالی باہم — آثارِ جلالی و جمالی باہم
ہوں شاد نہ کیوں اسفل و عالی باہم — ہے اب کے شبِ قدر و دوالی باہم

عرشی صاحب مرحوم اس رباعی کے پیشِ نظر لکھتے ہیں[۲]:

"..... شعبان ۱۲۵۷ھ (اکتوبر ۱۸۴۱ء) میں میرزا صاحب کا دیوان اس مطبع (سیدالاخبار) میں چھپنا شروع ہوا، اور ۲۷ رمضان (۱۲ نومبر) تک زیرِ طبع رہا۔ تاریخ آغاز سرورق پر مذکور ہے، اور ۲۷ رمضان تک اختتام

۱۔ پنج آہنگ، طبع اوّل، ۱۸۴۹ء ص ۳۸۸

۲۔ دیوانِ غالب، نسخہ عرشی، اشاعت دوم۔ مقدمہ ص ۱۲۷

نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس میں یہ رباعی بھی شامل ہے :

ہے اب کے شبِ قدر و دوالی باہم ۔ اور از روے حساب
دوالی اور شبِ قدر کا اجتماع اسی تاریخ کو ہوا تھا ۔۔۔۔"

مگر یہ دونوں دلیلیں ضعیف ہیں ۔ دیوان کے سرورق پر یہ کہیں نہیں لکھا گیا کہ اکتوبر ۱۸۴۱ء طباعتِ دیوان کی تاریخِ آغاز ہے ۔ اگر تاریخِ آغاز کی نشاندہی منظور ہوتی تو دن کا ذکر بھی ہونا چاہیے تھا ۔ اسی طرح رباعی سے یہ کہیں ظاہر نہیں ہوتا کہ شبِ قدر اور دیوالی کے اجتماع کی تاریخ گزر چکی ہے ۔ اس میں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ چھوٹے بڑے آپس میں اسلیے خوش ہو کر گلے مل رہے ہیں کہ اب کے شبِ قدر اور دیوالی بھی ایک ہی تاریخ کو باہم (بغل گیر ہونے والی) ہیں ۔ رباعی یقیناً ۲۷ رمضان (۱۲ نومبر) سے پہلے کہی گئی ہوگی ۔ ایسا ہونا اگر ناممکن نہیں تو دراز قیاس ضرور ہے کہ طباعت سے مہینوں پہلے مسودے کی کتابت کرائی گئی ہو اور طباعت کے دوران میں یکایک ایک رباعی کا اضافہ کر دیا گیا ہو ۔ چھپے ہوئے دیوان میں یہ رباعی جس مقام پہ ہے وہ ظاہر کرتا ہے کہ تمام مسودہ ایک ہی قلم سے سلسلہ وار لکھا گیا تھا ۔

دیوان میں درج شعروں کی تفصیل یہ ہے :

غزلیات کے اشعار	۹۹۸
۲ مصرعے جو غزل میں چھپنے سے رہ گئے دگر	۱
غلط نامہ میں موجود ہیں[1]	۹۹۹
قصیدوں، قطعوں، رباعیوں کے اشعار	۹۷
	۱۰۹۶

ص ۵۹ پہ چھپے ہوئے ۲ شعر حقیقت میں قطعے[2] کے ہیں جو ص ۱۰۰ پہ درج ہے اور اس میں شامل ہیں ۔ اس طرح مجموعی تعداد اشعار ۱۰۹۳ رہ جاتی ہے ۔ اب اگر معلوم ہو کہ یہ ۱۰۹۳ اشعار ۱۲۷۸ء/۱۲۷۹ھ اشعار سے منتخب کیے گئے ہیں[3] تو سمجھ میں آجاتا ہے کہ غالب نے اپنے "دیوانِ ریختہ" کو "درنا تمامی"

---

[1] ۔ دیوانِ غالب ص ۱۹ ۔ غزل کا پہلا مصرعہ یہ ہے "یک دستہ گل نہیں ہے کہ رباغ کا"
[2] "گلدستہ کا جو ذکر کیا تو نے ہم نشیں"
[3] ۔ دیکھیے میرا مرتب کیا ہوا، "دیوانِ غالب (کامل)، تاریخی ترتیب سے" (زیرِ طبع)

تمام" کیوں کہا ۔ ان کی مراد یہ تھی کہ دیوان حرفِ تہجی کے آخر تک مکمل ہے ۔ حقیقت میں مکمل نہیں کیونکہ منتخب ہے ۔

غالب کے دیوانِ ریختہ کے پانچوں ایڈیشنوں میں ان کا فارسی میں لکھا ہوا دیباچہ شامل ہے مگر اس پر تاریخِ تحریر درج نہیں ہے ۔ دیوانِ غالب نظامی ایڈیشن (طبع ثانی) میں پہلی بار یہ تاریخ درج کی گئی ہے نظامی اپنے دیباچے میں لکھتے ہیں :

"اس مرتبہ اس سے بھی زیادہ پرانا ایک قلمی نسخہ ہاتھ آیا جو اصل دیوان سے نقل کیا گیا ہے جس کو پہلی مرتبہ غالب نے ۱۲۴۸ھ میں مرتب کیا تھا ۔ یہ نقل جو ہمیں دستیاب ہوئی ہے اسی زمانے کی لکھی ہوئی ہے ۔ اس کے ساتھ ایک دیباچہ بزبانِ فارسی مصنف نے لکھا ہے جس کو ناظرین کے مطالعے کیلیے اس دیوان کے شروع میں بجنسہٖ درج کیا گیا ہے[1] ۔۔۔۔"

نظامی ایڈیشن میں غالب کے دیباچے کا عنوان اس طرح قائم کیا گیا ہے :

"دیباچہ جو خود مصنف نے وقتِ ترتیبِ دیوانِ ہذا بزبانِ فارسی لکھا ۔"

آخر میں ۔ ۔۔۔ ۔۔۔ تاریخِ دیباچہ[2] "بست و چہارم شہر ذی قعدہ ۱۲۴۸ھ"

اور یہ مطابق ہے ۱۲ اپریل ۱۸۳۳ء کے ۔

نظامی مرحوم کو وہ دیوان جس میں یہ دیباچہ مع تاریخِ تحریر درج ہے کہاں سے ملا تھا، اس کی وضاحت ہمیں ڈاکٹر سید عبداللطیف کی کتاب میں شائع شدہ ایک خط کے ذریعے ملتی ہے جو نظامی مرحوم نے سر اکبر حیدری کے نام ۳ دسمبر ۱۹۲۷ء کو لکھا تھا[3] ۔ نظامی فرماتے ہیں :

"قلمی دیوان جو ۱۲۴۸ھ کے قریب کا لکھا ہوا مجھے ۱۹۱۸ء میں ملا تھا اور جس کا ذکر میں نے اپنے یہاں کے مطبوعہ دیوانِ غالب کے دوسرے ایڈیشن میں کیا ہے ۔۔۔۔ ایک مرحوم دوست (منشی احمد علی صاحب شوق) کے ذریعے سے مجھے رام پور میں دستیاب ہوا تھا ۔۔۔۔۔"

---

[1] ۔ اردو دیوانِ غالب مع شرحِ نظامی، مطبوعہ نظامی پریس بدایوں ۱۹۲۳ء، ص ۵۷ اور متنِ دیوانِ غالب سے ایک صفحہ پہلے ۔
[2] ۔ غالب از ڈاکٹر سید عبداللطیف (انگریزی سے ترجمہ) مطبوعہ حیدر آباد ۱۹۴۲ء، ص ۱۳۵

چند لفظی ترامیم سے قطع نظر نظامی بدایونی کا نقل کردہ دیباچہ وہی ہے جو آٹھ سال کے بعد (۱۸۴۱ء) سے شائع ہونے والے پانوں ایڈیشنوں میں شامل ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوگیا کہ دیوانِ غالب تک بھگ ۱۸۳۳ء کے پہلے سہ ماہے میں طباعت کے لیے تیار ہوگیا تھا۔ اب ۱۶ اپریل ۱۸۳۳ء کو اس کا دیباچہ لکھ کر اسے کاتب کے حوالے کرنا تھا، مگر ایسا نہیں ہوا۔ دیباچہ تو لکھا گیا مگر مسودہ کاتب کے حوالے نہیں کیا گیا، شاید اس لیے کہ ابھی نواب ضیاء الدین احمد خاں نیّر و رخشاں نے اس کی تقریظ مکمل نہیں کی تھی۔ یہ تقریظ ۲۵ھ (۲۸ مارچ ۱۸۳۸ء تا ۱۷ مارچ ۱۸۳۹ء) میں مکمل ہوئی۔ اس وقت اس میں غزل، قصیدہ، قطعہ، رُباعی ملا کر کل اشعار "یک ہزار و ہفتاد و اندک" تھے، یعنی ۱۰۷۰ سے کچھ اوپر (۱۰۷۱، ۱۰۷۲ سے ۹ تک کچھ بھی) لیکن دیوان مع دیباچہ و تقریظ چھپنے کے لیے دیے گئے تو اس میں، جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے، ۹۶ اشعار بڑھ چکے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ ۱۸۳۳ء تک دیوان کے اشعار ۱۰۷۱ تھے۔ بعد میں ۲۵ اشعار کا اضافہ ہوا۔ تقریظ مشمولۂ دیوانِ مطبوعہ میں لفظی تغیّر و تبدّل بھی ہوا، اور مختلف ایڈیشنوں میں سنین اور تعدادِ اشعار میں ترامیم بھی ہوئیں۔

۱۸۳۳ء کے بعد جن ۲۵ اشعار کا اضافہ ہوا وہ یہ ہیں (ماخذوں کے لیے دیکھیے دیوان غالب نسخۂ عرشی اشاعت دوم):

دیوانِ غالب ص ۵۳	دی سادگی سے جان پڑوں کوہکن کے پانو	۹ شعر نسخۂ بدایوں ۱۸۳۸ء
ص ۵۸	تاہم کو شکایت کی بھی باقی نہ رہے جا	۲ شعر حاشیۃً ایضاً بعد از ۱۸۳۸ء
ص ۶۵	زندگی اپنی جب اس شکل سے گزری، غالب	اشعر گلشنِ بے خار اپریل ۱۸۳۵ء
ص ۸۴	ہم رشک کو اپنے بھی گوارا نہیں کرتے	۳ شعر نسخۂ بدایوں حاشیہ بعد از ۱۸۳۸ء
ص ۸۷	لاغر اتنا ہوں کہ گر تو بزم میں جا دے مجھے	۴ شعر۔ ایضاً۔
ص ۱۰۰	گئے وہ دن کہ ناداںنہ غیروں کی وفاداری	۲ شعر۔ ایضاً۔
ص ۱۰۴	بھیجی ہے جو مجھکو شاہِ جہاں نے ڈالی	۲ شعر۔ ایضاً۔
ص ۱۰۴	ہیں شہ میں صفاتِ ذوالجلالی باہم	۲ شعر "شبِ قدر و دولالی باہم" ۱۸۴۱ء
		۲۵ شعر

مندرجہ بالا سے یہ نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

۱ دیوانِ غالب، اوّلیں طباعت کے لیے، لگ بھگ ۱۸۳۳ء کے پہلے سہ ماہے تک مکمل ہو چکا تھا۔

۲ اس میں ۱۰۷۱ اشعار تھے۔

۳ یہ اشعار ۵۵، ۲ اشعار میں سے منتخب ہوئے تھے (بعد میں ۲۵ شعروں کے اضافے سے تعداد ۱۰۷۰ ہو گئی)

۴ اس کا دیباچہ غالب نے ۱۶ اپریل ۱۸۳۳ء کو ختم کیا۔

۵ تقریظ نواب ضیاء الدین احمد خاں نیّر و رخشاں نے ۲۸ مارچ ۱۸۳۸ء اور ۱۷ مارچ ۱۸۳۹ء کے درمیان کسی وقت لکھی۔ قیاسِ غالب یہی ہے کہ ۱۸۳۸ء ہی میں لکھی۔

۶ طباعتِ دیوان کے وقت اس میں ۲۵ اشعار کا اضافہ ہوا اور کل شعر ۱۰۹۶ ہو گئے۔ (کاتب نے ایک غزل کے دو مصرعے حذف کر دیے تھے۔ جس کی وضاحت 'غلط نامہ' میں موجود ہے۔ اس طرح اگرچہ اشعار جو متن میں درج ہیں، شمار میں ۱۰۹۵ ہیں۔ درحقیقت ۱۰۹۶ ہیں۔ ۲ شعر دو بار چھپ گئے۔ وہ کم کیے تو دیوان کا مواد ۱۰۹۳ اشعار پر مشتمل رہ گیا۔

۷ دیوان اکتوبر ۱۸۴۱ء کو "دہلی میں سیّد محمود خاں بہادر کے چاپہ خانہ" (مطبع سید الاخبار) میں چھپا۔

دیوانِ غالب (طبع اوّل) بہت کمیاب ہے۔ جناب مالک رام فرماتے ہیں[1]۔

---

۱ مثلاً طباعت کے وقت 'در خاکسترِ خویش' کو 'بہ خاکسترِ خویش'، 'کم مایہ' کو 'اندک مایہ' بنا دیا گیا ہے،

۲ "آثار الصنادید، مطبوعہ نولکشور جون ۱۸۷۶ء، باب چوتھا ص ۸۵ "سنہ مقدسہ ہجریہ نبویہ... یک ہزار و دولیت و پنج و چار ..."

۳ ایضاً ایضاً ایضاً ص ۸۶

۴ دیوانِ غالب (پہلا ایڈیشن)۔ تقریظ میں تعداد اشعار "ہزار و نود و شصت اند" لکھا ہے، جو غلط ہے۔

۵، ۶ ۔ دیکھو میر مرتب کیا ہوا "دیوانِ غالب (کامل)" تاریخی ترتیب سے" (زیرِ طبع)۔

۷۔ ایک شعر غائر میر دبا چھپا ہے۔ تقریظ میں شاملِ مثنوی کا تیسرا شعر آثار الصنادید میں اس طرح ہے ؎ ہمیں فرزند نہ آیدۂ علوی
اس کے مصرعۂ ثانی کو دیوانِ غالب (پہلا ایڈیشن) میں یوں کر دیا ہے ؎ ہم روح القدس در کشورِ معنی پھر
ہمیں شاگرد روح القدس عالی
بعد کے ایڈیشنوں میں یہ شکل دے دی ہے ؎ ہمیں شاگرد عقل کل عالی

"ایک کرم خوردہ نسخہ منشی مہیش پرشاد مرحوم کے پاس تھا۔ خدا معلوم اب کہاں ہے۔ خان بہادر سید ابو محمد مرحوم کا نسخہ آزاد لائبریری، علی گڑھ میں آگیا ہے۔ ایک مکمل نسخہ صولت پبلک لائبریری، رام پور میں اور دوسرا جامعہ ملیہ اسلامیہ (دہلی) کے کتب خانے میں ہے ....."

جناب عرشی مرحوم، صولت پبلک لائبریری، رام پور کے نسخے کے بارے میں لکھتے ہیں:

"سرورق کی پہلی سطر کے آخر میں لفظ تخلص کے اوپر سید محمد خاں کے دستخط ہیں ....."

میرے کتب خانے میں اس ایڈیشن کے دو نسخے ہیں اور صولت پبلک لائبریری، رام پور والے نسخے کا عکس بھی ہے۔ جب تک میں نے عرشی صاحب کا بیان نہیں پڑھا تھا اور صولت پبلک لائبریری والے نسخے کا عکس نہیں دیکھا تھا، مجھے معلوم نہ تھا کہ سرورق کے لفظ "تخلص" پر بے معنی سا نشان حقیقت میں سید محمد خان کے دستخط ہیں۔ بہرحال مجھے یہ بتاتے ہوئے تعجب ہوتا ہے کہ میرے دو نسخوں میں سے ایک پر یہی دستخط بعینہٖ اسی جگہ موجود ہیں۔ وجہ نامعلوم۔

دیوان ۵۰۱ صفحوں کو محیط ہے۔ پہلا صفحہ سرورق کا ہے۔ دوسرا صفحہ خالی ہے۔ صفحات میں ۹۲ کا عدد دو دفعہ آگیا ہے مگر ص ۱۰۳ کے بعد ص ۱۰۴ چھوٹ گیا ہے، اسطرح پلٹے برابر ہو گئے ہیں۔

یہ ایڈیشن اتنا کمیاب ہے کہ مدتوں اسے ایک نظر دیکھنے کے لیے میری آنکھیں ترستی رہیں۔ اب اس سے پہلے کہ باقی دو چار نسخے بھی دیمک یا وقت کی بھینٹ چڑھ جائیں میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کا عکسی ایڈیشن شائع کر کے اسے عام کر دیا جائے۔

میں نے "پیش لفظ" میں حقائق بیان کرنے کی کوشش میں کئی خار زار طے کیے ہیں۔ دیوانِ غالب (کامل) کی ضخیم جلد بھی بہت جلد آپ کی نظروں سے گزرے گی۔ اس کی راہ میں بھی چند خار زار ابھی تشنۂ خوں ہیں۔ آپ رہنمائی فرمائیں تو کیا کہنا، ورنہ میں تو تہیہ کر ہی چکا ہوں کہ

جتنی مل جائے گی کانٹوں کی چبھن لے لوں گا
جو بھی حالت دلِ بے تاب کی ہو گی، ہو گی

کالی داس گپتا رضا

۲۰ مئی ۱۹۸۶ء

دیوانِ غالب

دیوان اسد اللہ خانصاحب غالب تخلص

میرزا نوشہ صاحب مشہور کا دہلی میں سید محمد خان بہادر کی چھاپہ خانہ کے

لیتھو گرافک پریس میں مہر شعبان

سنہ ۱۲۵۷ ہجری مطابق ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۴۱ عیسوی کو سید عبد الغفور کے

اہتمام میں چھاپا ہوا

بسم الله الرحمن الرحیم

مشام تمیم آشنایان را اصلا و نهاد انجمن تنسیان را مژده که لختی از سامان مجمره
گردانی آماده و دامنی از عود مندی دست بهم داده است. چوب های نمناک
ذوب خورده بهجار تا بسی شکسته بی اندام تراشیده بلکه بی برش کافته به کار
ریز ریز کرده بسوهان خراشیده ایدون نفس گداخته شوق به جستجوی آتش
بارسی است که در کلخن های مندافسرده و خاموشش را از کف خاکستر مرگ خود نگ
سیه پوشش بقی به بردی سلم از نابالی به اسخوان فرده تا هار شکستن و از دیوا
برشته شمع مزار کشته اوختن سر آینه بدل گداختن میرزد و زم افروختن را شاید

لوح آتش به صنع برافروزنده و آتش پرست را یاد آواره نهم در آتش سوزنده
نیک میداند که پرونده در هوای آن رخشنده اذر نعل در آتش است که بختم به
هوشنگ از سنگ برون تافته و در ایوان لهراسب شبستون نمایافته حسن را فروغ
است لاله رنگ و مغ را چشم و کده را چراغ بخشیده یزدان درون سخن
برافروز را سپاسم که شراری از ان آتش تابناک در خاکستر خویش یافته
بگداز و بگداز و سینه شافته ام و از نفس دمه بران برنهاده بوکه در اندک مایه زندگانی
آنمایه فراهم تواند آمد که مجمره را فروزشنای چراغ و رایحه عود را مایل شناسای
دماغ تواند بخشید همانا نگارنده این نامه را آن در سر است که پس از
انتخاب دیوان ترتیبه بگرداوردن سرمایه دیوان فارسی برخیزد
و با مقاصه کمال این فریورزن پس زانوی خویشتن نشیند امید که سخن
سرایان سخنورشنای را که خارج ازین اوراق یابند از آثار او
رنگ کلک این نامه سیاه نشمارند و چامه گزار را در ستایش و نکوهش آن
اشعار ممنون و ماخوذ نگردانند یارب این بیچیزی هستی ناشنیده از پیشینیان

به پیدایی نارسیده یعنی نصیر آمده نقاشش که به اسد الله خان معروف
و به میرزا فوشه معروف و به غالب متخلص است چنانکه اکبر آبادی مولد
و دهلوی مسکن است و رحام کار نجفی مدفن نژاد

یا اسد الله الغالب

نقش فریادی ز کس کی شوخی تحریر کا — کاغذی ہے پیرہن ہر پیکر تصویر کا
کاوکاو سخت جانی ہای تنہائی مپرس — صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا
جذبہ بے اختیار شوق دیکھا چاہیے — سینہ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا
آگہی دام شنیدن جس قدر چاہے بچھائے — مدعا عنقا ہے اپنے عالم تقریر کا
بسکہ ہوں غالب اسیری میں بھی آتش زیر پا — موی آتش دیدہ ہے حلقہ مری زنجیر کا

حسب حزت تحفہ الماس ارمغان داغ جگر — مبارکباد اسد غمخوار جان درد مند آیا

جز قیس اور کوئی نہ آیا بروی کار — صحرا مگر بتنگی چشم حسود تھا

آشفتگی نے نقش سویدا کیا درست — ظاہر ہوا کہ داغ کا سرمایہ دو تہا

تہا خواب میں خیال کو تجھ سے معاملہ — جب آنکھ کھل گئی نہ زیاں تہا نہ سود تہا

لیتا ہوں مکتب غم دل میں سبق ہنوز — لیکن یہی کہ رفت کیا اور بود تہا

ڈھانپا کفن نے داغ عیوب برہنگی — میں ورنہ ہر لباس میں ننگ وجود تہا

تیشے بغیر مر نہ سکا کوہکن اسد — سرگشتہ خمار رسوم و قیود تہا

کہتی ہو تم کہ دل کو اگر پاؤ یا نہ پاؤ — دل کہاں کہ گم کیجیے ہم مدعا پاؤ

عشق سے طبیعت نے زیست کا مزا پایا — درد کی دوا پائی درد بے دوا پایا

سادگی و پرکاری بیخودی و ہشیاری — حسن کو تغافل میں جرأت آزما پایا

غنچہ پیر کا کھلنا آج ہم نے اپنا دل — خون کیا ہوا دیکھا گم کیا ہوا پایا

حال دل نہیں معلوم لیکن اس قدر یعنی — ہم نے بارہا ڈھونڈا تم نے بارہا پایا

شور پند ناصح نے زخم پر نمک چھڑکا — آپ سے کوئی پوچھے تم نے کیا مزا پایا

دوست دار دشمن ہے اعتماد دل معلوم — آہ بے اثر دیکھی نالہ نارسا پایا

دل میرا سوز نہاں سے بے محابا جل گیا — آتش خاموش کی مانند گویا جل گیا

دل میں ذوق وصل و یاد یار تک باقی نہیں — آگ اس گھر میں لگی ایسی کہ جو تھا جل گیا

میں عدم سے بھی پرے ہوں ورنہ غافل بارہا — میری آہ آتشیں سے بال عنقا جل گیا

عرض کیجے جوہر اندیشہ کی گرمی کہاں — کچھ خیال آیا تھا وحشت کا کہ صحرا جل گیا

دل نہیں تجھ کو دکھاتا ورنہ داغوں کی بہار — اس چراغاں کا کروں کیا کارفرما جل گیا

میں ہوں اور افسردگی کی آرزو غالبؔ کہ دل — دیکھ کر طرز تپاک اہل دنیا جل گیا

شوق ہر رنگ رقیب سر و سامان نکلا — قیس تصویر کے پردے میں بھی عریان نکلا

زخم نے داد نہ دی تنگی دل کی یارب — تیر بھی سینۂ بسمل سے پر افشان نکلا

بوئے گل نالۂ دل دود چراغ محفل — جو تری بزم سے نکلا سو پریشان نکلا

دل حسرت زدہ تھا مائدۂ لذت درد — کام یاروں کا بقدر لب و دندان نکلا

تھی نو آموز فنا ہمت دشوار پسند — سخت مشکل ہے کہ یہ کام بھی آسان نکلا

دل مین پھر گریہ نے اک شور اٹھایا غالب
آہ جو قطرہ نہ نکلا تھا سو طوفان نکلا

نکی مین مر گیا جو باب نبرد تھا
عشق نبرد پیشہ طلبگار مرد تھا

تھا زندگی مین مرگ کا کھٹکا لگا ہوا
اڑنے سے پیشتر بھی مرا رنگ زرد تھا

تالیف نسخہ ہائے وفا کر رہا تھا مین
مجموعہ خیال ابھی فرد فرد تھا

دل تا جگر کہ ساحل دریائے خون ہی آب
اس رہگذر مین جلوہ گل آگے گرد تھا

جاتی ہی کوئی کشمکش اندوہ عشق کی
دل بھی اگر گیا تو وہی دل کا درد تھا

احباب چارہ سازی وحشت نہ کر سکے
زندان مین بھی خیال بیابان نورد تھا

یہ لاش بے کفن اسد خستہ جان کی ہی
حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

شمار سبحہ مرغوب بت مشکل پسند آیا
تماشای بیک کف بردن صد دل پسند آیا

بفیض بیدلی نومیدی جاوید آساں ہے
کشائش کو ہمارا عقدہ مشکل پسند آیا

ہوائی سیر گل آئینہ بے مہری قاتل
کہ اندازِ بخون غلطیدن بسمل پسند آیا

دہر مین نقش وفا وجہ تسلی نہوا
ہی یہہ وہ لفظ کہ شرمندہ معنی نہوا

سبزہ خط سے تیرا کاکل سرکش نہ دبا
یہہ زمرد بھی حریف دم افعی نہوا

مین نے چاہا تھا کہ اندوہ وفا سے چھوٹون
وہ ستمگر مری مرنے پہ بھی راضی نہوا

دل گذرگاہ خیال مے و ساغر ہی سہی
گر نفس جادہ سر منزل تقوی نہوا

ہون ترے وعدہ نکرون پہ ہی کافر آخر
کوش بند کش کلیسا تک تسلی نہوا

کس سے محرومی قسمت کی شکایت کیجے
ہمنے چاہا تھا کہ مر جاون سو وہ بھی نہوا

مر گیا صدمہ یک جنبش لب سے غالب
ناتوانی سے حریف دم عیسی نہوا

ستایش گر ہی زاہد اس قدر جس باغ رضوان کا
وہ اک گلدستہ ہی ہم بیخودون کی طاق نسیان کا

بیان کیا کیجیے بیداد کاوشہای مژگان کا
کہ ہر یک قطرہ خون دانہ ہی تسبیح مرجان کا

نہ آئی سطوت قاتل بھی مانع میری نالون کو
لیا دانتون مین جو تنکا ہوا ریشہ نیستان کا

دکھاؤنگا تماشا دی اگر فرصت زمانے نے
مرا ہر داغ دل اک تخم ہی سرو چراغان کا

کیا آئینہ خانیکا وہ نقشا تیری جلوی نے — کری جی پر تو خورشید عالم شبنمستانکا
تیری تعبیر ن مضمر ہی ایکیے رشک ذی کے — ہیولا برق خرمن کا ہی خون کرم دہقانکا
اوکا ہی کہر میں ہر سو سبزہ ویرانے تماشا کر — مذاق اک بیدلی ہر کہاس کے ہی سیری دیکھا
خموشی مین نہان جو گشتہ لاکھون اندرون مین — چراغ مزار ہون مین بیزبان کو رعوسا کا
ہوز اک پرتو نقش خیال یار باقی ہی — دل افسردہ گویا حجرہ ہی یوسف کی زندانکا
نہ گل مین غنچہ کی طرح آپ سے تی مین کہین رنہ — سبب کیا خواب مین اکر تبسم ہای پنہان کا
نہین معلوم کس کس کا لہو پانی ہوا ہوگا — قبا بسمل ہی ہر سنگ آلودہ ہونا تیری مژگان کا
نظر مین ہے ہماری جادہ راہ فنا غالب — کہ یہہ تیر ازدہی عالم بی بصری پیغا کا

ہوکا ایک بیابان ماندکی سی ذوق کم میرا — حباب موجہ رفتار ہی نقش قدم میرا
محبت تھی چمن سے لیک اب بہر صدا ہی — کہ موج بوی گل سی نالہ مین آلم ہی میرا

سراپا رہن عشق و ناگزیر الفت ہستی — عبادت برق کی کرتا ہون اور افسوس حاصل کا

بقدر ظرف ہی ساقی خمار تشنہ کامی بھی — جو دریا ہی می ہی تو مین خمیازہ ہون ساحل کا

محرم نہین ہے تو ہی نواہای راز کا — یہان ورنہ حجاب ہے پردا ہی ساز کا
رنگ شکستہ صبح بہار نظارہ ہے — یہ وقت ہی شگفتن گلہای ناز کا
تو اور سوی غیر نظرہای تیز تیز — مین اور دکھنہ تیری مژہواہی دراز کا
صرفہ ہی ضبط آہ مین میرا وگرنہ مین — طعمہ ہون اک ہی نفس جانگداز کا
ہین بسکہ جوش بادہ سی شیشہ اوجہل سا ہے — ہر گوشہ بساط ہی سر شیشہ باز کا
کاوش کا دل کری ہی تقاضا کہ ہی ہوز — ناخن پہ قرض استی گرہ نیم باز کا
تاراج کاوش غم ہجران ہوا اسد — سینہ کہ تہا دفینہ گہرہای راز کا

شب کہ برق سوز دلسی ہرہ آب تہا — شعلہ جوالہ ہر یک حلقہ گرداب تہا
وان کرم کو عذر بارش تہا عناں گیر خرام — کریہ سی بہار پہ بال کف سیلاب تہا
وان خم دآرای کوتہا تو بیدماغی خیال — یہان ہجوم اشک مین بار نگہ نایاب تہا

جلوہ کل کی کیا تہا وہان چراغان آب جو
یہان سر پر شور بیخوابی سی تہا دیوار جو

یہان نفس کرتا تہا روشن شمع بزم بیخودی
فرش سی تا عرش وہان طوفان تہا یک رنگ کا

مانع دیدار ہمدم کس کی حیرانی نہ تہا
دل کہ ذوق کاوش ناخن سی لذت یاب تہا

نالہ دلخون بند اندر زیر پا یا تہا
تہا بسیند بزم وصل غیر کو یا تہا

مقدم سیلاب سی دل کیا نشاط آہنگ ہے
خانہ عاشق مگر ساز صدای آب تہا

مانع ابرام جا کسر تسلی کیا کہون
پہلوئی اندیشہ وقف بستر سنجاب تہا

کچھہ نہ کی اپنی جنون نارسائی ورنہ یہان
ذرہ ذرہ روکش خورشید عالمتاب تہا

آن کیفون وہ یہیں اپنی اسیری دیکھی
کل تلک تیرا بہی دل مہر و وفا کا باب تہا

یاد کرو وہ دن کہ ہر یک حلقہ تیرا دام کا
انتظار صید مین ایک دیدہ بیخواب تہا

مینی روکار رات غالب کو اور نہ دیکھی
اوسکی سیل گریہ مین گرد دن کف سیلاب تہا

ایک ایک قطرہ کا مجہی دینا پڑا حساب
خون جگر ودیعت مژگان یار تہا

اب میں ہون اور ماتم یک شہر آرزو
توڑا جو تو نے آینہ تمثال دار تہا

گلیون مین میری نعش کو کہینچی پھرو کہ میں
جانا دہ ہوای سر رہگزار تہا

موج سراب دشت وفا کا نہ جذب حال
ہر ذرہ مثل جوہر تیغ آبدار تہا

کم جانتی تہی ہم بہی غم عشق کو پر اب
دیکہا تو کم ہوی بہ غم روزگار تہا

لیکہ دشوار ہی ہر کام کا آسان ہونا
آدمی کو بہی میسر نہین انسان ہونا

گریہ چاہی ہی خرابی میری کاشانہ کی
در و دیوار سی ٹپکی ہی بیابان ہونا

وای دیوانگی شوق کہ ہر دم مجکو
آپ جانا اودہر اور آپکو حیران ہونا

جلوہ از بسکہ تقاضای نگہ کرتا ہی
جوہر آئینہ بہی چاہی ہی مژگان ہونا

عشرت قتل گہ اہل تمنا مت پوچہ
عید نظارہ ہی شمشیر کا عریان ہونا

لی کی خاک مین ہم داغ تمنای نشاط
تو ہو اور آپ بصد رنگ گلستان ہونا

عشرت پارہ دل زخم تمنا کہانا
لذت ریش جگر غرق نمکدان ہونا

کی میری قتل کی بعد اوسنی جفا سے توبہ — ہای اوس زود پشیمان کا پشیمان ہونا
حیف اوس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالب — جسکی قسمت مین ہو عاشق کا گریبان ہونا

شب خمار شوق ساقی رستخیز اندازہ تھا — تا محیط بادہ صورِ خانۂ خمیازہ تھا
یک قدم وحشت سی درس دفتر امکان کھلا — جادہ اجزای دو عالم دشت کا شیرازہ تھا
مانع وحشت خرامی ہای لیلی کون ہے — خانۂ مجنون صحرا گرد بی دروازہ تھا
پوچھ مت رسوای پرداز تماشا جرس — دست مرہون حنا رخسار رہن غازہ تھا
نالۂ دل نی دی اوراق لخت دل بباد — یادگار نالۂ یک دیوان بی شیرازہ تھا

دوست غمخوار مین میری سعی فرماوینگی — زخم کی بہتر تلک ناخن نہ بڑھ جاوینگی
حضرت ناصح جو آوین دیدہ و دل فرش راہ — کوئی مجکو یہ تو سمجھاؤ کہ سمجھاوینگی
بی نیازی حد سی گزری بندہ پرور کب تلک — ہم کہین گے حال دل اور آپ فرماوینگی
جی وہان تیغ و کفن باندہی سدا ہمراہ ہے — عذر میری قتل کرنی مین وہ اب لاوینگی

کر گیا

کر گیا ناصح فی تکو قید اچھا یون سہی — یہ جنون عشق کی انداز جست جاوینگی
خانہ زاد زلف ہین زنجیر سی بہاگینگی کیون — ہین گرفتار وفا زندان سی گھبراوینگی
ہی اب اس معمورہ مین قحط غم الفت اسد — ہم نی یہ مانا کہ دلی مین رہین کہا دینگی

ہوس کو ہی نشاط کار کیا کیا — نہو مرنا تو جینے کا مزا کیا
تجاہل پیشگی سی مدعا کیا — کہان تک اے سراپا ناز کیا کیا
نوازش ہای بیجا دیکھتا ہون — شکایت ہای رنگین کا گلا کیا
نگاہ بی محابا چاہتا ہون — تغافل ہای تمکین آزما کیا
فروغ شعلۂ حسن یک نفس ہے — ہوس کو پاس ناموس وفا کیا
نفس موج محیط بیخودی ہے — تغافل ہای ساقی کا گلا کیا
دماغ عطر پیراہن نہین ہے — غم آوارگی ہای صبا کیا
دل ہر قطرہ ہی ساز انا البحر — ہم اوسکی مین ہمارا بوجھنا کیا
سن اے غارت گر جنس وفا سن — شکست قیمت دل کی صدا کیا

کیا کسی بیکرداری کا دعوی — سیکھ خاطر عاس بہلا کیا
یہ قاتل وعدہ صبر آزما کیون — یہ کافر فتنہ طاقت ربا کیا
بلا ہی جان ہی عالم ادا سکی ہر بات — اشارت کیا عبارت کیا ادا کیا

اسد ہم وہ جنون جولان گدائی میں پریشان — کہ ہی سر پنجہ مژگان آہو پشت خار اپنا

نی مذر کرم تحفہ ہی شرم نارسائی کا — بخون غلطیدہ صد رنگ دعوی پارسائی کا
نہو حسن تماشا دوست رسوا بیوفائی کا — بہر صد نقش باطل ہی دعوی پارسائی کا
ذکوہ حسن دیدی ایجلو بخشش کہ مہر آسا — چراغ خانہ درویش ہو کاسہ گدائی کا
نہ ہارا خانگی زیبی جسرم عاقل تیری گردن پر — رہا مانند خون بے گنہ حق آشنائی کا
تماشائی بان مجو سپاس سنرانی ہی — مثا جس سے تقاضا شکوہ بیدست و پائی کا
وہی اک بات ہی جی بیان نفس وامان یکسان کا — جسکا جلوہ باعث ہی میری رنگین نوائی کا
وہان ہر بخیازہ جو رنجیر رسوائی — تم بیک بے وفا چرچا ہی تیری بیوفائی کا

مذبی یا مسکو اتنا طول غالب مختصر کیجہ دے — کہ حسرت سنج ہو عرض ستم ہای جدا کی

کرنہ اندوہ شب فرقت بیان ہو جائیگا — بی تکلف داغ مہ مہر دہان ہو جائیگا
زہر کرا سیاہی شام ہجر میں ہو تاہی آب — پرتو مہتاب سیل خانمان ہو جائیگا
لی تو لوں یہ تی میں اوسکی بوسہای پا کر — ایسی باتونسی وہ کافر بدگمان ہو جائیگا
دلکو ہم صرف وفا سمجھی تہی کیا معلوم تہا — یعنی یہہ پہلی ہی مذر امتحان ہو جائیگا
سبکی دیکھن ہی جکہہ تیری جی تو راضی ہوا — مجھہ پہ کویا اک نا مہربان ہو جائیگا
کر نگاہ کرم فرماتی رہی تعلیم ضبط — شعلہ خس میں جیسی خوں رگ میں نہان ہو جائیگا
باغ میں مجکو نہ لیجا ورنہ میری جان پر — ہر گل تر ایک چشم خونفشان ہو جائیگا
وای کر میرا ترا انصاف محشر میں نہو — اب ملک بھر توقع ہی یہ دہان ہو جائیگا
خامہ کیا سوج آخر تو بھی دانا ہی اسد — دوستی ناداں کی ہی جکا زیان ہو جائیگا

گلای شوق کو دلمیں تنکی جا کا — کہر میں محو ہوا اضطراب دریا کا

یہ جانتا ہون کہ تو اور پاسخ مکتوب — مگر ستم زدہ ہون ذوق خامہ فرسا کا

جنای یاس حرمان ہی بہار کرتی ہے — دوام کلفت خاطر ہی عیش دنیا کا

غم فراق مین تکلیف بلغ مدوا — مجھی ملے نہین خندہ ہای بیجا کا

منور محرمی حسن کو ترستا ہون — کری ہی ہر بن مو کام چشم بینا کا

دل اوسکو پھی نازد اداسی ہی پسند — ہمین داغ کہان حسن کے تقاضا کا

نہ کہہ کہ کر یہ بیقدر حسرت دل ہی — سیری نگاہ مین ہی جمع خرچ دریا کا

فلک کو دیکھہ کی کرتا ہون اوسکو یاد آسد — جفا مین اسکی ہی انداز کار فرما کا

خطر ہی سکہ حیرت سے نفس در ہوا — خط جام ہی سر سر رشتہ گوہر ہوا

اعتبار عشق کی خانہ خرابی دیکھنا — غیر نی کی آہ لیکن وہ بھی بیجا بر ہوا

جب تقریب سفر یار نی محمل باندہا — تپش شوق نی ہر ذرہ پہ اک دل باندہا

اہل بینش نی بحیرت کدہ شوخی ناز — جوہر آئنہ کو طوطی بسمل باندہا

یاس و امید نی یک عربدہ میدان مانگا — عجز ہمت نی طلسم دل سایل باندہا

تہ بندہی تشنگی شوق کی مضمون غالب — گرچہ دل کہولکی دریا کو بہی ساحل باندہا

یک ذرہ زمین نہین بیکار باغ کا — یہان جادہ بہی فتیلہ ہی لالی کی داغ کا

بی ہی کسی ہے طاقت آشوب آگہی — کہینچا ہی عجز حوصلہ نی خط ایاغ کا

تازہ نہین ہی نشہ فکر سخن مجھے — کہتی مین جسکو خون جگر ہی دماغ کا

سو بار بند عشق سی آزاد ہم ہوے — پر کیا کرین کہ دل ہی عدو ہی فراغ کا

بی خون دل ہی چشم مین موج کہ غبار — یہ میکدہ خراب ہے مے کی سراغ کا

باغ شگفتہ تیرا بساط نشاط دل — ابر بہار خمکدہ کسکی دماغ کا

وہ میری چین جبین سے غم نہان سمجہا — راز مکتوب بہ بیربطی عنوان سمجہا

یک الف بیش نہین صیقل آئینہ بنوز — چاک کرتا ہون مین جب سے کہ گریبان سمجہا

شرح اسباب گرفتاری خاطر مت پوچہہ — اسقدر تنگ ہوا دل کہ مین زندان سمجہا

بدگمانی نی زنجا ہا اوسی سر کرم خرام — رخ پہ ہر قطرہ عرق دیدۂ حیران سی جہا
غیر یہ نی یہہ جانا کہ وہ بدخو ہوگا — نبض جس سے تپش شعلہ سوزان سی جہا
سفر عشق مین کمزوری نی راحت طلبی — ہر قدم سایہ کو مین اپنی شبستان سی جہا
تہا کر زان مژہ یار سی دل تا دم مرگ — دفع پیکان قضا ہر مژہ آسان سی جہا
دل دیا جانکی کیون اوسکو نگاہ آئے — غلطی کی کہ جو کافر کو مسلمان سی جہا

پھر مجھی دمن ترمانہ آیا — دل جگر تشنہ فریاد آیا
دم لیا تہا نہ قیامت نی ستمگر — پھر تیرا وقت سفر یاد آیا
سادگی ہاے تمنا یعنی — پھر وہ نیرنگ نظر یاد آیا
عذر واماندگی اے حسرت دل — نالہ کرتا تہا جگر یاد آیا
زندگی یون بہی گزری جاتی — کیون تیرا راہ گزر یاد آیا
آہ وہ جرات فریاد کہان — دلستی تنگ اکی جگر یاد آیا
پھر تیری کوچہ کو جانکلتا ہی خیال — دل گم گشتہ مگر یاد آیا

کیا ہی

کیا ہی ضوان سی لڑای ہوگی — کہان تیرا خلد مین گزر یاد آیا
کوی ویرانی سی ویرانی ہے — دشت کو دیکہہ کی کہر یاد آیا
مینی مجنون یہ لشکر مین اسد — سنگ اوشہا یا تہا کہ سر یاد آیا

لب خشک در تشنگی مردگان کا — زیارت کدہ ہون دل آزردگان کا
ہمہ ما سبدی ہمہ بیکسانے — من دل ہون فریب وفا خوردگان کا

نہ دوست کسو کا ہی ستمگر نہوا تہا — اورون پہ ہی وہ ظلم کہ مجھ پر نہوا تہا
جہوڑا مہ نخشب نی طرح دست قضا نے — خورشید منور اوسکی برابر نہوا تہا
توفیق بہ اندازہ ہمت ہی ازل سی — انکہون مین ہی وہ قطرہ کہ گوہر نہوا تہا
جب تک کہ نہ دیکہا تہا قد یار کا عالم — مین معتقد فتنہ محشر نہوا تہا
مین سادہ دل آزردگی یار سی خجل ہون — یعنی ہنوز اوس کو ترا در نہوا تہا
در یای معاصی تنک آبی سی ہوا خشک — میرا سر دامن بھی ابھی تر نہوا تہا

جاری نہی اسد داغ جگر سی میری تحصیل — اشکدہ جاگیر سمندر نہوا تہا

شب کہ وہ مجلس فروز خلوت ناموس تہا — رشتہ ہر شمع خار کسوت فانوس تہا

مشہد عاشق سی کوسوں مزار حسن کا — کسقدر یارب ملاک حسرت بوس تہا

حاصل الفت نہ دیکہا حرماں نصیبی کے سوا — دل بدل ہوسنہ کو یک لب افسوس تہا

کیا کہوں بیماری غم کی فراغت کا بیان — جو کہ کہایا خون دل سی مست کیموس تہا

آئینہ دیکہہ اپنا سا موں نہ لیکی رہ گیے — صاحب کو دل نہ دینی پہ کتنا غرور تہا

قاصد کو اپنی ہاتہہ سی گردن مارے — اوسکی خطا نہیں ہی یہ میرا قصور تہا

عرض نیاز عشق کی قابل نہیں رہی — جس دل پہ ناز تہا مجہی وہ دل نہیں رہا

جاتا ہوں داغ حسرت ہستی لیی ہوئے — ہوں شمع کشتہ در خور محفل نہیں رہا

مرنی کی اے دل اور ہی تدبیر کر کہ میں — نا بابن دست و بازوی قاتل نہیں رہا

پر روی نیش جہت مرہم تسلی ہے — بیان اسمیں ناقص و کامل نہیں رہا

واکردی ہیں شوق نی بند نقاب حسن — غیر از نگاہ اب کوی حایل نہیں رہا

کوہین ہا رہین ستمہای روزگار — لیکن میری خیال سی غافل نہیں رہا

دلسی ہوای کشت وفا مٹگی کہ ہان — حاصل سوای حسرت حاصل نہیں رہا

پیدا رشک سی نہیں ذرا مگر اسد — جسدل پہ ناز تہا مجہی وہ دل نہیں رہا

رشک کہتا ہی اوسکا غیر سی اخلاص حیف — عقل کہتی ہی کہ وہ بی مہر کس کا آشنا

ذرہ ذرہ ساغر مے خانہ نیرنگ ہے — گردش مجنون بچشمک ہای لیلا آشنا

شوق ہی ساماں طراز ناز ہی ارباب عشق — ذرہ صحرا دستگاہ و قطرہ دریا آشنا

ہین اسد ایک آفت کافر ادہ دل خستہ ہے — عاقبت کار ستم اوزار کی کا آشنا

شکوہ سنج رشک ہمکرنہ رہنا چاہیی — میرزا نومونس اور آئینہ سیما آشنا

کوہکن نقاش یک تمثال شیرین تہا اسد — سنگ سے سر مار کر موی نہ پیدا آشنا

سرمہ مفت نظر ہون میری قسمت پہ نہ رو
کہ رہی چشم خریدار پہ احسان میرا

رخصت نالہ مجھے دی کہ مبادا ظالم
تیری چپ سے ہو ظاہر غم پنہان میرا

غافل بوہم ناز خود آرا ہی ورنہ یہان
بی شانہ صبا نہین طرہ کیا ہ کا

بزم مے سے عبث تشنہ نہ رکھہ کہ رنگ
صید زدام جستہ ہی اس دام گاہ کا

رحمت اگر قبول کرے کیا بعید ہے
شرمندگی سے عذر نہ کرنا گناہ کا

مقتل کو کس نشاط سے جاتا ہون میں کہ ہے
ہر گل خیال زخم سے دامن نگاہ کا

جان در ہوای یک نگہ گرم ہی اسدؔ
پروانہ ہی گیل تیری دادخواہ کا

لطافت بی کثافت جلوہ پیدا کر نہین سکتے
چمن زنگار ہی آئینہ باد بہار ہے کا

حریف جوشش دریا نہین خود داری ساحل
جہان ساقی ہو و باطل ہی دعوی ہوشیار ہے کا

عشرت قطرہ ہی دریا مین فنا ہو جانا
درد کا حد سے گزرنا ہی دوا ہو جانا

تجہ سی

تجہ سی قسمت مین میری صورت قفل ابجد
تہا لکہنا بات کی متی ہی جدا ہو جانا

دل ہوا کشمکش چارہ زحمت مین ہم
ہار گیا کہنی مین اس عقدہ کا وا ہو جانا

اب جفا سی بہی مین محروم ہم اللہ
اسقدر دشمن ارباب وفا ہو جانا

ضعف سی کرتہ ہی ہدیل ہم سر ہوا
مادر آبا ہمین پانی کا ہوا ہو جانا

دلسی تمنا تری آنکہ خامی کا خیال
ہو گیا گوشت سی ناخن کا جدا ہو جانا

ہی مجہی ابر بہاری کا برس کر کہلنا
بروی زدی غم فرقت مین فنا ہو جانا

کر نہین نکہت گل کو تری کوچی ہوس
کیون ہے گرد راہ جولان صبا ہو جانا

تجسی ہی جلوہ گل ذوق تماشا غالبؔ
چشم کو چاہی ہر رنگ مین وا ہو جانا

نا کہ تجہ پر کہلی اعجاز ہوای صیقل
دیکہنہ برسات مین ہر آئینہ کا ہو جانا

ردیف الباء الموحدہ

بہر ہوا وقت کہ ہوا کنار خراب
دی بسط مے دل دہ دست سا موج شراب

یوجہ ہست وجہ ہستی آب چمن
سایہ تاک مین مستی ہی موج شراب

جو ہوا غرقہ مے نجت ریشہ کنای
سرسی گزری ہے بہی ہی بال سا تہ جام شراب

سرمہ منت نظر ہون میری قسمت ہے کہ رہی چشم خریدار پہ احسان میرا
رخصت نالہ مجھی دی کہ مبادا ظالم تیری چتر بسی ہو طرہ پرخم پہ نہان میرا

غافل بوہم ناز خود آرا ہی ورنہ یہان بی شانہ صبا نہین طرہ کیاہ کا
بزم مدح سی عیش تمنا نہ رکھہ کہ رنگ صید زدام جستہ ہی اس دام گاہ کا
رحمت اگر قبول کری کیا بعید ہے شرمندگی سی عذر نہ کرنا گناہ کا
مقتل کو کس نشاط سی جاتا ہون میں کہ ہے پر گل خیال زخم سی دامن نگاہ کا
جان در ہوای یک نگہ گرم ہی اسد پروانہ ہی وکیل تیری دادخواہ کا

لطافت بی کثافت جلوہ پیدا کرنہین سکتے جمن زنگار ہی آئینہ بادبہار ہے کا
حریف جوشش دریا نہین خود داری ساحل جہان ساقی ہو باطل ہی دعوی ہوشیار کا

عشرت قطرہ ہی دریا مین فنا ہوجانا درد کا حد سی گزرنا ہی دوا ہوجانا

تجری

نجہ بسی قسمت مین میری صورت قفل ابجد تہا لکھا بات کی بنتی ہی جدا ہوجانا
دل ہوا کشمکش چارہ زحمت مین تمام ہار کھا گیا کہنی مین اس عقدہ کا وا ہوجانا
اب جفا سی بھی ہین محروم ہم اللہ اسقدر دشمن ارباب وفا ہوجانا
ضعف بسی کرہ مبدل بہ بم دوا ماوزنا ہمین پانی کا ہوا ہوجانا
دلسی منا تری انگشت حنائی کا خیال ہوگیا گنجت سی ناخن کا جدا ہوجانا
ہی خمی ابر بہاری کا برسس کر کھلنا رونی زدتی غم فرقت مین فنا ہوجانا
کرنہین نکہت گل کو تری کوچکی ہوس کیون ہے گرد راہ جولان صبا ہوجانا
تجسی ہی جلوہ گل ذوق تماشا غالب چشم کو چاہی ہر رنگ مین وا ہوجانا
نا کہ تجہ پر کھلی اعجاز ہوای صیقل دیکھہ برسات مین سبزہ آئینہ کا ہوجانا

ردیف الباء الموحدہ

بہر ہوا وقت کہ ہو بال کشاے شراب دی بطے مے کو دل دست شناے شراب
پہ وجہ ہست وجہ ہستی اے اب جمن سایہ تاک مین ہوتی سی ہو موج شراب
جو ہوا غرقہ مے نجت رسا کہتا ہی سر سی گزری ہے بھی ہی بال سما ہم شراب

ہی یہ برسات وہ موسم کہ عجب کیا گر — موج ہستی کو کرے فیض ہوا موج شراب
چار موج اٹھتی ہیں طوفان طرب سے ہر سو — موج گل موج شفق موج صبا موج شراب
جسقدر روح نباتی ہی جگر تشنہ ناز — دی ہی سکین مدام آب بقا موج شراب
بسکہ دوڑی ہی رگ تاک میں خون ہو کر — شہپر رنگ سی ہی بال کشا موج شراب
موجہ گل سی سیہ اغان ہی گلزار کہ خال — ہی تصور میں ترے جلوہ نما موج شراب
نشہ کہ پردہ میں ہے محو تماشای دماغ — بسکہ رگ رگ ہی ترے تن میں ہوا موج شراب
ایک عالم پہ ہی طوفانی کیفیت فصل — موجہ بسزہ نوخیز سی تا موج شراب
شیخ ہنگامہ مستی ہی زمی سم کل — رہبر قطرہ مدد یابی نوشا موج شراب
ہوش اڑتی ہیں مری جلوہ گل دیکھ اسد — پھر ہوا وقت کہ ہو بال کشا موج شراب

ردیف التاء المثناۃ الفوقانیہ

افسوس کہ دندان کیا رزق فلک نے — جن لوگونکی تھی درخور عقد گہر انگشت
کاغذی ہی پیرہن ہر پیکر تصویر کا — خالی مجھی دکھلا کی بوقت سفر انگشت
کہتا ہوں اسد شوخی تحریر دلیسی سخن کو — تا رکھہ نہ سکی کوئی مری پشت پر انگشت

زہا کر کوئی تا قیامت سلامت — پھر اک روز مرزا ہی حضرت سلامت
جگر میری عشق خونابہ مشرب — الٰہی ہی خداوند نعمت سلامت
علی الرغم دشمن شہید وفا ہون — مبارک مبارک سلامت سلامت
نہین کوہ سر و برگ ادراک معنے — تماشای بیرنگ صورت سلامت

منہ کی کہ لتی ہی کہ لتی ہی انکھین عاب — یار لای مری بالین پہ اوسی وقت

ادخط سی ہوا ہی سرد جو بازار دوست — دود شمع کشتہ تھا شاید خط رخسار دوست
ایدل ناعاقبت اندیش ضبط شوق کر — کون لاسکتا ہی تاب جلوہ دیدار دوست
خانہ ویران سازی حیرت تماشا کیجیے — صورت نقش قدم ہون رفتہ رفتار دوست
عشق مین پیدا در شک غیر نی مارا مجھے — کشتہ دشمن ہون اخر گرچہ تھا بیمار دوست
چشم ما روشن کہ اوس سید بدکار دانشاد ہے — دیدہ بر خون ہمارا ساغر سرشار دوست

خبر یون کرتا ہی میری پرسش اوسکی ہر روز — بی تکلف دوست جیسی کوئی غمخوار دوست

تا کہ میں جانون کہ اوسکی رسائی تا کہان تلک — مجکو دنیا ہی سام وعدہ دیدار دوست

جب کہ میں کرتا ہون اپنا شکوہ ضعف دماغ — سر کری ہی وہ خدنگ زلف عنبر بار دوست

جسکی جسکی مجکو رونی دیکھنا تا ہی کر — ہنس کے کرتا ہی ان شوخی کفتار دوست

مہربانہا ئی شمن کے شکایت کیجے — یا بیان کیجی سبا س لذت آزار دوست

یہ غزل اپنی مجھی جی سے نسیدا ی کر — ہی ردیف شعر میں غالب نفس کر کوشت

ردیف الحیم المعجمہ التازیہ

گلشن میں بند و بست برنگ دگر ہی آج — قمری کا طوق حلقہ بیرون در ہی آج

انا ہی اپنی کیف یہ وہ دل ہر فغان سا تہہ — نا رفتہ کمند شکار اثر ہی آج

اے عافیت کنارہ کر اے انتظام حال — سیلاب گریہ در پی دیوار و در ہی آج

ردیف السین المہملہ

ہم مریض عشق کے بیمار دار ہین — اچھا اگر نہو تو مسیحا کا کیا علاج

جیم الفارسی

انس انجمن آرزوی یار کہینچ — اے شرب نہین انتظار ساغر کہینچ

تکال کری ہی ملانس دیدنیچہ — ترک نظر سیری آتیہ سے جو سر کہینچ

تجھی بہانہ سا حیت ہی انتظار ایدل — کیا ہی کسنی اشارا کہ تا رسر کہینچ

تیری طرف ہی بحسرت نظارہ کرکر — مکو رئی دل و چشم تو دستیار کہینچ

بہ نیم غمزہ ادا کر حق ودیعت ناز — نیام پردۂ زخم جگر سی خنجر کہینچ

بیری قدح مین ہے صہبائے انس نہان — مردی سفر کتاب دل سمن بر کہینچ

ردیف الدال المہملہ

حسن غمزہ کی کشاکش سی جہا میری بعد — ماری آرام سی ہن اہل جفا میری بعد

منصب شیفتگی کی کوئی قابل نہ رہا — ہوئی معزولی انداز ادا میری بعد

شمع بجتی ہی پر اوسمین سے دہوان اوٹہا ئے — شعلۂ عشق یہ بوتش ہوا میری بعد

درخور عرض نہین جوہر بیداد کو جا — نکہۂ نازش ہی سرمۂ صدا میری بعد

ہی جنون اہل جنون کے لیی اب عرصۂ داغ — جاک ہوتا ہی گریبان قبا میری بعد

کون ہی تا ہی حریف مے مرد افگن عشق — ہی مکرر لب ساقی مین صلا میری بعد

حسی ہی ہون کہ آتا نہین دنیا مین کوئی ۔۔۔ کہ کری تعزیت عہد وفا میری بعد

وہی ہی سکسی عشق بہ رونا زار ۔۔۔ کس کے کہر جائیگا سیلاب بلا میری بعد

ردیف الراء المهملة

بلا سی ہی جو یہ پیش نظر در و دیوار ۔۔۔ نگاہ شوق کو ہی بال و پر در و دیوار

وفور اشک نی کاشانہ کا کیا یہہ رنگ ۔۔۔ کہ ہو گئی میری دیوار و در در و دیوار

نہین ہی سایہ کہ سنکر نوید مقدم یار ۔۔۔ گئی ہی چند قدم پیشتر در و دیوار

ہوئی ہی کسقدر ارزانی مئی جلوہ ۔۔۔ کہ مست ہی تیری کوچی مین ہر در و دیوار

جو ہی مجھی سر سودای انتظار تو آہ ۔۔۔ کہ ہین دوکان متاع نظر در و دیوار

ہجوم گریہ کا سامان کیا ہوا ہے ۔۔۔ کہ گر پڑی ہی میری بارون پر در و دیوار

وداع یار ہی میری ہمسایہ مین ہوا ہے ۔۔۔ ہوئی ہی در و دیوار پر در و دیوار

نظر مین کھنچی ہی بن تیری کہر کی آباد ۔۔۔ ہمیشہ روتی ہی ہم دیکھہ کر در و دیوار

نہو بہہ بخودی عیش تصدم سیلاب ۔۔۔ کہ ناچتی ہی تیری سر بسر در و دیوار

نگہ کہ کسو سی آشنا نہین زمانی مین ۔۔۔ حریف تر آدمیت ہی در و دیوار

کیون جل کیا نہ تاب رخ یار دیکھہ کر ۔۔۔ جلتا ہون اپنی طاقت دیدار دیکھہ کر

آتش پرست کہتی ہین اہل جہان مجھے ۔۔۔ سر کرم نالہ ہای شرر بار دیکھہ کر

کیا آبروی عشق جہان عام ہو خدا ۔۔۔ رکتا ہون تکوی سیب آزار دیکھہ کر

آتا ہی میری قتل کو پر جوش رشک سی ۔۔۔ مرتا ہون اوسکی بات مین تلوار دیکھہ کر

یا رب ہوا ہی کردن مینا پہ خون خلق ۔۔۔ لرزی ہی موج مئی تیری رفتار دیکھہ کر

واحسرتا کہ یار نی کھینچا ستم سی ہات ۔۔۔ چھوڑا جسنہ لذت آزار دیکھہ کر

یک جاتی مین ہم اب متاع سخن کہان ۔۔۔ لیکن عیار طبع خریدار دیکھہ کر

زنار باندہ سبحہ صد دانہ توڑ ڈال ۔۔۔ زردی ہی راہ کو ہموار دیکھہ کر

آن اللبوسی باوکی کہر اکیا تہا مین ۔۔۔ جی خوش ہوا ہی راہ کو پر خار دیکھہ کر

کیا بدگمان ہی مجھی کہ آئینہ مین میرے ۔۔۔ طوطی کا عکس سمجھی ہی زنگار دیکھہ کر

کرتی نہی ہم برق تجلی نہ طور پر ۔۔۔ دیتی ہین بادہ ظرف قدح خوار دیکھہ کر

سر پر ہوا ہی غالب شور قیامت ۔۔۔ پاتا کسو کی بزم مین بیکار دیکھہ کر

لرزتا ہی میرا دل رحمت مہر درخشاں پر — میں ہوں وہ قطرہ شبنم کہ ہو خار بیاباں پر

نچھوری حضرت یوسف نے یہاں بھیجے خانہ زاد — سفیدی دیدۂ یعقوب کے پھرتی ہی دامان پر

قناعت تعلیم درس نجدی ہوں اس زمانے سے — کہ مجنوں لام الف لکھتا تھا دیوار دبستاں پر

قیامت کس قدر رہتی ہی مجھی تشویش مرہم سے — تبسم کر صلح کرتی ہی پارہائی دل بیکداں پر

نہیں اقلیم الفت میں کوئی طومار ایسا — کہ پشت چشم سی جسکی نہ ہووے مہر عنواں پر

مجھی آب دیکھ کر ارزتی ہی آتش رخسار یاد آیا — کہ فرقت میں تیری آتش برستی ہی گلستاں پر

بجز پرواز شوق ناز کیا باقی رہا ہوگا — قیامت ایک ہوائی تھی سو رہی خاک شہیداں پر

نہ لڑنا ناصح سی غالب کیا ہوا گر اوسنے شدت کی — ہمارا بھی تو آخر زور چلتا ہی گریباں پر

حسنا ہی حیرت آئینہ ہی ساماں زنگ آخر — تغیر آب برجا ماندہ کا پاتا ہی رنگ آخر

نکی ساماں عیش و جاہ فی مذہب درستی کے — ہوا حاصل ز مرد بھی مجھی داغ پلنگ آخر

جنون کی دستگیری کس سی ہو گر ہو نہ عریانی — گریباں چاک کا خیاطی ہوگیا ہی سر بسر کرنا

نزاکت کا تقاضا تھا کہ اٹھ جاوے نگہ تیری — پلک نازک پر آب آئینۂ دل ماندی ہی پال رکھنا

فلک سی ہمکو عیش رفتہ کا کیا کیا تقاضا ہی — متاع بردہ کو سمجھی ہوی ہی قرض رہزن پر

ہم اوردہ ہی سبب ریز اشنائی کا کنایا سی — شعاع مہر سی تہمت نگہ کی چشم روزن پر

فنا کو سونپ گر مشاق ہی اپنی حقیقت کا — فروغ طالع خاشاک ہی موقوف گلخن پر

اسد بسمل ہی اس انداز کا قاتل سی کہتا تھا — کہ مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر

تکلف برطرف تھا ایک انداز جفا اس میں — شکایت میں تیرے ہوتے کہ خوباں ہاتھ رکھتے ہیں

ردیف الزاء المعجمہ

فلک نے مجھی یہ کیا مانند صبح و مہر — ہی داغ عشق زینت جیب کفن ہموز

ہی نازش مضامین زر افشانی رقم پر — ہوں کلفروش شوخی داغ کہن ہموز

نیستانہ جگر میں بیاباں جگر ہی نہیں — خمیازہ کہیجی ہی تب بیداد فن ہموز

حریف مطلب مشکل نہیں فسون نیاز — دعا قبول ہو یارب کہ عمر خضر دراز

نہو نہ زرہ سیاباں نور دوہم وجود — منور تیری تصور میں ہی نشیب و فراز

بوصال جلوہ تماشا ہی پردۂ کتمان — کہ دیکھی آئینہ انتظار کو پرداز

ہر ایک ذرہ عاشق ہی آفتاب پرست — گئی نہ خاک ہوی پر ہوای جلوہ ناز

بوجہ وسعت میخانہ جنون غالب — جہان کاسۂ دون ہی ایک خاک انداز

دست سعی کرم دیکھ کہ تر ہا سر خاک — کہ زری ہی آستیں پر ابھی ہے عار ہنوز

بلعلم کاغذ آتش زدہ ہی صفحۂ دشت — نقش ما مین ہی تب کرمی رفتار ہنوز

نہ کل نغمہ ہمن پردہ ساز — مین ہون اپنی شکست کی آواز

تو اور آرائش خم کاکل — مین اور اندیشہ ہای دور دراز

لاف تمکین فریب سادہ دلی — ہم مین آوازہای سینہ گداز

ہون گرفتار الفت صیاد — ورنہ باقی ہی طاقت پرواز

وہ بہی دن ہو کہ اوس ستمگر سی — ناز کہجون بجای حسرت ناز

نہین دل مین ہیری وہ قطرۂ خون — جس ہی مژگان ہوی نہو گلبار

ای تیر اغمزہ یک قلم انگیز — ای تیر اظلم سر بسر انداز

تو ہوا جلوہ گر مبارک ہو — ربرش سجدۂ جبین نیاز

مجکو پوچہا تو کچہہ غضب نہوا — مین غریب اور تو غریب نواز

اسد اللہ خان تمام ہوا — ای دریغا وہ رند شاہد باز

ردیف السین المہملہ

مژدہ اے ذوق اسیری کہ نظر آتی ہی — دام خالی قفس مرغ گرفتار کی ہاس

جذبۂ شوق کہان لذت آزار پسند — چاہتی ہی دل بسمل ستمگار کی ہاس

مند گئی کہولتی ہی کہولنی انکہین ہیہات — خوب وقت آئی تم اس عاشق بیمار کی ہاس

مین ہی رگ رگ مین تری ہاجو ربانی بدلے — دشنہ اک تیز سا ہوتا مری غمخوار کی ہاس

دہن شیر مین جا بیٹہی ہی لیکن ایدل — نہ کہڑی ہو جیو خوبان دل آزار کی ہاس

دیکہہ کر تجکو چمن بسکہ نمو کرتا ہی — خود بخود پہنچی ہی گل گوشۂ دستار کی ہاس

ہ گیا ہو رکی سنہ غالب وحشی ہی ہی ہ ہنہا او سکا دہ اکر تیری دیوار کی ہا

ردیف النسن المہملہ

نہ لیوی کر خس ہ طراوت سبزہ خط سے لکا دی خانہ آئینہ مین رونی لکا نہ اس
فراغ حسن سے سوں ہی حل مشکل عاشق نہ نکلی شمع کی پاہی نکالی کر نہ حار نکر

ردیف العین المہملہ

جادہ رہ ہو رکو وقت شام ہی شعاع ہجر مین کر ہی ہ نوی آغوش وداع

زخم رکا ریی ہو رجادو ای شمع ہوی ہی نفس کل اب مدگانی شمع
زبان اہل زبان مین ہا رکی خاموشی بہ بات بزم مین رہنی ہوی زبانی شمع
کری ہی صرف ماہی شعلہ قصہ تمام نظر زال فنا ہی فسانہ خوانی شمع
غم اکو حسرت بیدا دنگا ہی ای شعلہ تبری لرزنی ہی ظاہر ہی توانی شمع
تبری حال سے روح اثر از کرتی ہی بہ جلوہ ریزی ہا دو بہ پرفشانی شمع
نشاط داغ غم عشق کی بہار نہ جہ شگفتگی ہی شہید کل خزانی شمع

جلی ہی دیکہہ کے بالین یار پر مجکو اسے ہی دل یہ میری داغ بخلافی شمع

ردیف الفا

ہم رفیت سے نہین کرتی وداع ہوش مجبور بیان تلک ہوی ای اختیار حیف
جلتا ہی دل کہ کیون نہ ہم اکبار جلگئی ای ناتمامی نفس شعلہ بار حیف

ردیف الکاف الفارسیہ

زخم زجیر کین کہان طفلان بیرہ نمک کیا مزا تہا اگر تہ تن مین ہے ہوتا نمک
گرد راہ یار ہی سامان ناز زخم دل ورنہ ہوتا ہی جہان مین کس قدر پیدا نمک
مجکو ارزانی رہی تجکو مبارک ہو رہے نالہ بلبل کا در داد خندہ گل کا نمک
شعلہ جوالان تہا کنار بحر پر کس کا آج کر دساحل تی زخم موجہ دریا نمک
داد دیتا ہی مرے زخم جگر کی واہ واہ یاد کرتا ہی مجہی دیکہی ہی وہ جسکا نمک
جہور کر جاتا تن مجروح عاشق حیف ہے دل طلب کرتا ہی زخم اور مانگی من اعضا نمک
غیر کی منت نہ کہینچو نگاہی تو فرد زخم مثل خندہ قاتل ہی سر تا پا نمک
یاد مین عالم تجہے وہ دن کہ وحدت ذوق مین زخم سی گرتا تو مین بلکو نسی خنیا تہا نمک

اد کو جا سی ایک عمر از ہوتی تک — کون جیتا ہی تیری زلف کی ہوتی تک

دام سر موج مین ہے حلقہ صد کام نہنگ — دیکھین کیا گزرے ہی قطرہ پہ گہر ہوتی تک

عاشقی صبر طلب اور تمنا بیتاب — دلکا کیا رنگ کرون خون جگر ہوتی تک

ہمنی مانا کہ تغافل نکرو گی لیکن — خاک ہو جائین گے ہم تمکو خبر ہوتی تک

پرتو خور سی ہے شبنم کو فنا کی تعلیم — مین ہون بیدن ایک عنایت کی نظر ہوتی تک

یک قطر بش نہین فرصت ہستی غافل — گرمی نرم ہی ایک رقص شرر ہوتی تک

غم ہستی کا اسدکس سے ہو جز مرگ علاج — شمع سر رنگ مین جلتی ہی سحر ہوتی تک

کاف فارسی

کرتجکو ہی یقین اجابت دعا نماک — یعنی بغیر یک دل بی دعا نماک

آتا ہی داغ حسرت دلکا شمار یاد — مجھسی حساب ای خدا نماک

ردیف لام

ہی کسقدر ہلاک فریب وفای گل — بلبل کی کاروبار پہ ہنستی ہی ای گل

آزادی نسیم مبارک کہ ہر طرف — تو تی بڑی ہی حلقہ دام ہوای گل

جو تہا سو موج رنگ کے دھوکی مین کیا — ای وای نالہ لب خونین نوای گل

خوش حال اوس حریف سیہ مست کا کہ جو — رکھتا ہو مثل سایہ گل سر بپای گل

ایجاد کرتی ہی اپنی بے بہا — میرا رقیب ہے نفس عطر سای گل

شرمندہ رکھتی ہین مجھی ما و بہار سے — مینای بے شراب و دل بی ہوای گل

سطوت سی تیری جلوہ حسن عبور کے — خون ہی میری نگاہ مین رنگ ادای گل

تیری ہی جلوہ گاہی سے دھوکا کہا ہی یک — بی اختیار دوڑی ہی ای یک فضای گل

غالب مجھے ہی اوس سے ہم اغوشی آرزو — جسکا خیال ہی کمر جیب قبای گل

ردیف المیم

غم نہین ہوتا ہی آزادون کو بیش از یک نفس — برق سی کرتی ہین روشن شمع ماتم خانہ ہم

مضمحل ہم کر رہی ہین کنجفہ باز خیال — ہین وسیق کرد انی سبز یک ویرانہ ہم

باوجود یک جہان ہنگامہ پیدائی نہین — ہی خیالان شبستان دل پروانہ ہم

ضعف سی ہے قناعت سے نہ ترک جستجو — ہین دمبال نکیہ کاہمت مردانہ ہم

دایم الحبس اسمین مین لاکهون تمنا مین اسد
جانتی مین سینه پر خون کو زندانی تمهارا هم

نالهٔ حاصل دل بستگی فراهم کر
متاع خانه زنجیر خرصدا معلوم

مجکو دیار غیر مین مارا وطن سی دور رکها لی میری خدا نی سبری یکسی نرم
وه حلقه های زلف کمین مین هین ای خدا رکهنا لجیو میری دعوی آزادگی کی شرم

ردیف النون

یون وا نکب خفته سی یک خواب خوش ترے
غالب هے جو خوف هی کهی کهانسی ادا کرون

وه فراق اور وه وصال کهان
وه شب و روز و ماه و سال کهان

فرصت کاروبار شوق کسے
ذوق نظاره جمال کهان

دل تو دل وه دماغ بهی نه رها
شور سودای خط و خال کهان

تهی وه ایک شخص کے تصور سے
اب وه رعنائی خیال کهان

ایسا آسان نهین لهو رونا
دل مین طاقت جگر مین حال کهان

همسے جهوٹا قمار خانه عشق
وان جو جاوین کره مین مال کهان

فکر دنیا مین سر کهپاتا هون
مین کهان اور یه وبال کهان

مضمحل هو گئی قوا غالب
وه عناصر مین اعتدال کهان

آبرو کیا خاک اوس گل کی کہ گلشن مین نهین
گی گریبان ننگ پیراهن جو دامن مین نهین

هستی اپنی هباهے اے کرے کیا نا تمامی پر اپنی
رنگ هے گرد اور گیا جو خون کف دامن نهین

هو گئی مانع هر زانو تمنا اپنی
کام لیتی هون دعا سے لب عیسی کا مین

دیکهنا قسمت که آپ اپنے پر رشک آجائے هے
هون اسے رونا که تو آئینه مین هے روبرو

رشک کو تیرے کهان سے لاؤن
هے ترا عکس آئینه مین

کی مرے قتل کے بعد اوس نے جفا سے توبه
هائے اس زود پشیمان کا پشیمان هونا

کی وفا هم سے تو غیر اوس کو جفا کهتے هین
هوتی آئی هے که اچها کو برا کهتے هین

آه کو چاهیے اک عمر اثر هونے تک
کون جیتا هے تری زلف کے سر هونے تک

دام هر موج مین هے حلقه صد کام نهنگ
دیکهین کیا گذرے هے قطره پر گهر هونے تک

عاشقی صبر طلب اور تمنا بیتاب
دل کا کیا رنگ کروں خون جگر هونے تک

همنے مانا که تغافل نه کرو گے لیکن
خاک هو جائینگے هم تم کو خبر هونے تک

ہوئی ضعف میں کیا ناتوانی کی نمود — قد کی جھکنی کی بھی کنجائش میری تمیں نہیں
لی لگی ساقی کی نجوت نے لزم اشامیری — موج می کی آج رگ مینائے گردن میں نہیں
تہی وطن میں شان کیا غالب کہ ہو غربت میں قدر — بے تکلف ہوں وہ مشت خس کہ گلخن میں نہیں

عہدی سسی مدح ناز کی باہر نہ آسکا — گر ادا ہو نوا دسی اپنی قضا کہوں
حلقی میں چشم ہای کشادہ بسوی دل — ہر تار زلف کو نکہ سرمہ سا کہوں
بن اور صد ہزار نوای جگر خراش — تو اور ایک وہ نشنیدن کہ کیا کہوں
ظالم میری گمان سے مجھی مفعل نجاہ — ہی ہی خدا نکردہ تجھی بے وفا کہوں

دسمے کہل جاؤ نوقت می ترسے ایکدن — ورنہ ہم چھیڑ نیکی رکھ کر عذر مستی ایکدن
عقدہ اوج سنا ہی عالم امکان نہو — اس بلندی کے نصیبوں میں پستی ایکدن
قرض کی پیتے ہی لیکن سمجھی تہی کہ ہاں — رنگ لاویگی ہماری فاقہ مستی ایکدن
نغمہ ہای غم کو بھی اے دل غنیمت جانیے — بے صدا ہو جائیگا یہ ساز ہستی ایکدن

دیوان دہیہ اوس سرا پا ناز کا شیوہ نہیں — ہم ہی کر بیٹھے تہی غالب پیش دستی ایکدن

مہربان ہو کی بلا لو مجھی چاہو جسوقت — میں گیا وقت نہیں ہوں کہ پھر آبھی نسکوں
ضعف میں طعنہ اغیار کا شکوہ کیا ہے — بات کچھ سر تو نہیں ہے کہ اوٹھا بھی نسکوں
زہر ملتا ہی نہیں مجکو ستم گر ورنہ — کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کھا بھی نسکوں

مانع دشت نوردی کوئی تدبیر نہیں — ایک چکر ہی مری پا بوئے زنجیر نہیں
شوق اوس دشت میں دوڑائے ہی مجکو کہ جہاں — جادہ غیر از نگہ دیدہ تصویر نہیں
حسرت لذت آزار رہی جاتی ہی — جادہ راہ وفا جز دم شمشیر نہیں
بیخودی لے گئی کہاں ہم کو خبر دیر سے ہیں — خوش ہوں کر نالہ زبونی کش تاثیر نہیں
سر کھجاتا ہی جہاں زخم سر اچھا ہو جائے — لذت سنگ بہ اندازہ تقریر نہیں
جیب کو رخصت تبسم کی بخشتا جی دے — کوئی تقصیر بجز عجلت تقصیر نہیں
غالب اپنا یہ عقیدہ ہی بقول ناسخ — آپ بے بہرہ ہی جو معتقد میر نہیں

عشق تلمیذ سے نومید نہیں — جانسپاری شجر بید نہیں

سلطنت دست مدیت ای ہی — جام می خاتم جمشید نہیں

ی تجلی تیری سامان وجود — ذرہ بی پرتو خورشید نہیں

ہ ازمعشوق نہ رسوا ہو جاے — ورنہ مرجانی مین کچھ بہید نہیں

گردش رنگ طرب سے ڈریے — غم محرومی جاوید نہیں

گنجے مین جبی مین امید نہ لوک — بحکو جینے کی بھی امید نہین

برشگال کریہ عشاق دیکھا جاے — کھل گئی ملتہ کل سو جاے دیوار چمن

الفت گل سے غلط ہی دعوی زر کی — سند ہی وصف آزادی کرفار چمن

مت مرکہ دیدہ مین ہے حسرت نگاہ — ہین جمع سودای دل خسم مین آبلہ

جہان تیرا نقش قدم دیکھتی ہین — خیابان خیابان ارم دیکھتی ہین

دل افسردگان خال کنج دہن کے — سویدا مین سیر عدم دیکھتی ہین

تیری سرو قامت سی اک قد آدم — قیامت کی فتنہ کو کم دیکھتی ہین

تماشا کہ ای محو آئینہ داری — تجھی کس تماسی ہم دیکھتی ہین

سراغ تف نالہ دل سے — کہ شبہ و کا نقش قدم دیکھتی ہین

بنا کر فقیرونکا ہم بیس غالب — تماشای اہل کرم دیکھتی ہین

ذکر میرا بہ بدی بھی اوسی منظور نہین — غیر کی بات بگڑ جاوی تو کچھ دور نہین

وعدہ سیر گلستان سے خوشا طالع شوق — مژدہ قتل مقدر سی جو بد کور نہین

شاہد ہستی مطلق کی کمر عالم — لوک کہتی ہین کہ ہی پر ہمین منظور نہین

قطرہ اپنا بھی حقیقت مین ہی دریا لیکن — ہمکو تقلید تنک ظرفی منصور نہین

حسرت اے ذوق خرابی کہ وہ طاقت نہ رہی — عشق پر عربدہ کی کون سی زور نہین

ہین جو کہتا ہون کہ ہم لیتی قیامت نہ ہوے — کس رعونت سے وہ کہتی ہین کہ ہم حور نہین

ظلم کر ظالم اگر لطف دریغ آتا ہی — تو تغافل میں کسو رنگ سی معذور نہیں

صاف دردی کش پیمانۂ خم میں ہم لوگ — وائے وہ بادہ کہ افسردہ انگور نہیں

ہوں ظہوری کی مقابل میں خفا غالب — میری عودی بے حجت کسی مقہور نہیں

نالہ جز حسن طلب اے ستم ایجاد نہیں — ہی تقاضا ے جفا شکوہ بیداد نہیں

عشق مزدور ہی عشرت گہ خسرو کیا خوب — ہم کو تسلیم نکو نامی فرہاد نہیں

کم نہیں وہ بھی خرابی میں پہ وسعت معلوم — دشت میں ہی مجھے وہ عیش کہ گھر یاد نہیں

اہل بینش بہ طوفان حوادث مکتب — تختۂ موج کم از سیلی استاد نہیں

وای محرومی تسلیم و بدا حال وفا — جانتا ہی کہ ہمیں طاقت فریاد نہیں

رنگ تمکین گل و لالہ پریشان کیوں ہے — گر جراغان سر رہگذر باد نہیں

سبزہ گل کہاں سے ہوئی ہی کہ تری بزم جہاں — مزدہ ای مرغ کہ گلزار میں صیاد نہیں

نفی سی کرتی ہی اثبات تراوش گویا — دی ہی جانی دہن اوسکو دم ایجاد نہیں

کم نہیں جلوہ گری میں ترے کوچے سی بہشت — یہی نقشہ ہی ولی اسقدر آباد نہیں

کرتی کس منہ سی ہو غربت کی شکایت غالب — تنگ کوئی مہری یاران وطن یاد نہیں

قیامت ہے کہ سن لیلے کا دشت قیس میں آنا — تعجب سی وہ بولا یوں ہے ہوا ہی رہنما نے

دل نازک پہ اوسکی رحم آتا ہی مجھی غالب — نکر سر کرم اوس کافر کو الفت آزمانی میں

دل لگا کر لگ گیا اونکو بھی تنہا بیٹھنا — ہی مری چین سکی کی ہمنشینی ہی دعا ہاں

ہین زوال آمادہ اجزا آفرینش کے تمام — مہر گردون ہی چراغ رہگذر یاد ہاں

ہو گئی ہی غیر کی شیریں بیانی کارگر — عشق کا اوسکو گمان ہم بی زبانوں پر نہیں

تیری محفل سی جاتا ہون صبا نا امید ہی — ہم بھی مضموں کی ہوا باندھتی ہین

اہ کا کس نے اثر دیکھا ہے — ہم بھی اک اپنی ہوا باندھتی ہین

میری قسمت کی مقابل ای عمر — برق کو پا بجنا باندھتی ہین

۴۸

قید ہستی سی رہائی معلوم — اشک کو بی سر و پا باندھتی ہین
نشہ رنگ سی ہی واشدہ کل — مست کب بند قبا باندھتی ہین
غاطبہای مضامین مست بوجہہ — لوک نالیکو رسا باندھتی ہین
اہل تدبیر کی واماندگیان — آبلون پر بہی حنا باندھتی ہین
سادہ پرکار ہین خوبان اسد — کسی پیمان وفا باندھتی ہین

زمانہ سخت کم آزار ہی یجان اسد — وگرنہ ہمتو توقع زیادہ رکھتی ہین

دیوانگی سی دوش بزار ہی نہین — یعنی ہمارہی جیب مین اک تار ہی نہین
دلکو نیاز حسرت دیدار کر چکے — دیکھا تو ہم مین طاقت دیدار ہی نہین
ملنا نیرا اگر نہین آسان تو سہل ہے — دشوار تو یہی ہی کہ دشوار ہی نہین
بی عشق عمر کٹ نہین سکتی ہی اور یہان — طاقت بقدر لذت آزار ہی نہین
شوریدگی کی ہاتہ سے ہی سر وبال دوش — صحرا مین اے خدا کوئی دیوار ہی نہین

کنجائش

۴۹

گنجائش عداوت اغیار یکطرف — یہان لب ضعف سے سوسن بار ہی نہین
در نالہ ہای زار میری خدا کو ہان — آخر نوای مرغ گرفتار ہی نہین
دلمین ہی یار کی صف مژگان سی رو کشے — حالانکہ طاقت خلش خار ہی نہین
اس سادگی پہ کون نہ مر جای اے خدا — لڑتی ہین اور ہاتہ مین تلوار ہی نہین
دیکہا اسد کو خلوت و جلوت مین بارہا — دیوانہ گر نہین ہی تو ہشیار ہی نہین

یہہ ہم جو ہجر مین دیوار و در کو دیکہتی ہین — کبہی صبا کو کبہی نامہ بر کو دیکہتی ہین
وہ آی گہر مین ہمارہی خدا کی قدرت ہے — کبہی ہم اونکو کبہی اپنی گہر کو دیکہتی ہین
نظر تجھی نہ کہین اور سہی دست و بازو کو — یہہ لوک کیون سری زخم خنجر کو دیکہتی ہین
تیری جو سر طرف کلہ کو کیا دیکہین — ہم اوج طالع لعل و گہر کو دیکہتی ہین

نہین ہی زخم کوئی بخیہ کے درخور مرے تن مین — ہوا ہی رانگ پاس تحفہ سوزن مرے تن مین
ہوی ہی مانع ذوق تماشا خانہ ویرانی — کف سیلاب باقی ہی برنگ مینہ روزن مرے تن مین

ودیعت خانۂ بیداد کا دشمائے مرگان ہون — نگین نام شاہی میری ترے قطرہ خون نہیں

بیان کس سے ہو ظلمت گستری میری شبستان کی — شب مہ جو رکھے دین منہ دیوار و در کے بیچ

نکوہش ہائے سر بسطی سوز خون آئے — سوا ی خندۂ احباب بخیہ جیب و دامن میں

ہوئی ہے مہر و شکے جلوۂ تمثالگی اُگی — پراگندان جو سرمائی میں مثل ذرہ رد زمیں

نجانون نیک ہون یا بد ہون پر صحبت مخالف ہے — بجز گل ہون تو ہون گلخن میں جو خس ہون تو ہون گلشن میں

ہزاردون دل دی جس خون عشق کی بنکو — سیہ ہو کر سویدا ہو گیا ہر قطرہ خون نہیں

اسد زندانی تاثیر الفتہائے خوبان ہون — خم دست نوازش ہو گیا ہے طوق گردن میں

مری جان کے ہی نظر مین خاک نہین — سوا ی خون جگر سو جگر مین خاک نہین

مگر غبار ہوئی پر ہوا اوڑا لیجائی — وگرنہ تاب و تواں بال و پر مین خاک نہین

ہمہ کس بست شمائل کے آمد آمد ہے — کہ غیر جلوۂ گل رہگزر مین خاک نہین

بھلا اوسستی سہی کچھ مجھی کو رحم آتا — اثر مری نفس بے اثر مین خاک نہین

خیال جلوۂ گل سی خراب مین ہیگا — نشاط خانہ کی دیوار و در مین خاک نہین

ہوا ہون عشق کی غارتگری شرمندۂ — سوا ی حسرت تعمیر گھر مین خاک نہین

ہمارا ی شعر مین اصحاب دلکی کی اسد — کہلاکہ فایدہ عرض ہنر پر خاک نہین

غنچہ نا شگفتہ کو دور سی مت دیکھا کرو — یہ کہو کہ بوجہا ہون مین پر نہین ہی مجھی نہاں ہو گلہ

پرسش طرز دلبری کیجی کہن کیجے — اوسکی ہر ایک اشارہ ہی نکلی ہی ادا کہ یون

رات کی وقت ہے مے ساتھ لی رقیب کو — آوے وہان خدا کری نہ کری خدا کہ یون

غیر سی رات کیا بنی یہ جو کہا تو دیکھی — سامنی آن بیٹھنا اور یہ دیکھنا کہ یون

بزم مین اوسکی روبرو کیون خموش بیٹھے — اوسکی تو خامشی مین ہی نکلی ہی مدعا کہ یون

مینی کہا کہ بزم ناز چاہی غیر سی تہی — سینکی تیم ظریف نی مجکو اوٹھا دیا کہ یون

مجہ سی کہا جو یار نی جاتی ہین غیر کی طرح — دیکھہ کہ میری بیخودی چلنی لگی ہوا کہ یون

کرتے ہے کوی بار مین پرسش کی وضع یاد ہے — آئینہ وار رہ گئی حیرت نقش پا کہ یون

کرتی ہی دلمین موج خیال وصل شوق کا زور — موج محیط آب مین ماری ہی دست و پا کہ یون

جو یہ کہی کہ ریختہ کیونکہ ہو رشک فارسی — کہنے لگا کہ ایک اسد بزرگ کی دعا کہ یون

جدہی دل اکرافسردہ ہی کرم تماشا ہو
کہ چشم تنگ شاہد کثرت قطارہ ہی وا ہو

بقدر حسرت دل چاہیی ذوق معاصی ہے
بہرون یک کو نہ دامن کہ آسیف دریا ہو

اکر وہ سرو قد گرم خرام ناز آجاوے
کف ہر خاک گلشن شکل قمری نالہ فرسا ہو

دارستہ اس سے ہین محبت ہی کیون نہو
کیجی ہمارے ساتھ عداوت ہی کیون نہو

جہور انہجہ ہین ضعیف نی رنگ اختلاط کا
ہی دل بہ بار نقش محبت ہے کیون نہو

ہی محکو تجسی تذکرہ غیر کا گلا
ہر چند بر سبیل شکایت ہی کیون نہو

پیدا ہوی ہی کہتی ہین ہر درد کی دوا
یون ہو تو چارہ غم الفت ہی کیون نہو

ڈالا نہ بیکسی نے کسو سی معاملہ
اپنی ہی کہتا ہون حجالت ہی کیون نہو

ہی دل ہی اجی جو ایک محشر خیال
ہم انجمن سمجھتی ہین خلوت ہی کیون نہو

ہنگامہ زبونی ہمت ہی انفعال
حاصل نکیجی دہر مین عبرت ہی کیون نہو

غنا ہی فرصت ہستی کا غم کوی
عمر عزیز صرف عبادت ہی کیون نہو

دارستگی بہانہ بیگانگی نہین
اپنی سی گر نہ غیر سی وحشت ہے کیون نہو

اوس فتنہ خو کی دہر مین پھرتی نہین آنکہ
اسمان ہمارے سر قیامت ہے کیون نہو

وہان اوسکی ہول دل ہی تو یہان مین جون نکلی
یعنی یہہ میری آہ کی تاثیر سی نہو

اپنی کو دیکھتا نہین ذوق ستم تو دیکھہ
آئینہ تاکہ دیدہ نخجیر سے نہو

دی سادہ کی سی جان پڑون کو کہن کے یانو
سیہات کیون ثوث گئی سر زنکی یانو

دستو ماہون جب مین ملے کو اوس ستمگر کے یانو
رکہتا ضدی کہیچ کی ہاتہ گلے پر کے یانو

بہاگی نہی ہم بہت شوخ وسکی سرای سے
ہو کر اسیر داتی ہین زانہ زنکی یانو

مرہم کی جستجو مین پھرا ہون جو دور دور
تن سی سوا فگار ہین اس خستہ تن کے یانو

اسد ری ذوق دشت نوردی بعد مرگ
ہلتی ہین خود بخود مری اندر کفن کے یانو

ہی جوش گل بہار مین یہان تک کہ طرف
اوڑتی ہوی پھرتی ہی مرغ چمن کے یانو

بیچارہ کہتی دور سی یا ہی شیخ جی
کعبی مین کیون دبا ئین نہ ہم برہمن کے یانو

تب کو کسو کی خواب میں لاتا نہیں کہیں — دکھتی ہیں آج اوس بت نازک بدن کی بانہ

غالب ہری کلام میں کیونکر مزا نہو — بتا ہوں ہو کی خسرو شیریں سخن کی بانہ

دہان سہو کر جو عشق اتا ہی ہم سی تمکو — صدرہ آنہک زمین بوس قدم سی ہمکو

دلکو میں رہجی دل محو وفا رکہتا ہی — کہ قدر ذوق گرفتاری ہم سے ہمکو

ضعف سی نقش پی مور ہی طوق گردن — تیری کوچہ سی کہاں طاقت رم ہتی ہمکو

جانکر کیجی تغافل کہ تجہہ امید سہی ہو — یہ نگاہ غلط انداز تو سم سی ہمکو

رشک ہمطرحی و درد اثر بانگ حزین — نالہ مرغ سحر تیغ دو دم سی ہمکو

سیر اوڑانکی جو وعدہ کو ہکر جاتا — ہنسکے بولی کہ تیری سر کی قسم سی ہمکو

دلکی خون کیہ تنکی کیا وجہ ولیکن ناچار — پاس بے رونقی دیدہ اہم سی ہمکو

تم وہ نازک کہ خموشی کو فغان کہتی ہو — ہم وہ عاجز کہ تغافل بہی ستم سی ہمکو

لکہنو آنیکا باعث نہیں کہلتا یعنے — ہوس سیر و تماشا سو وہ کم سی ہمکو

منقطع سلسلہ شوق نہیں ہے یہہ شہر — عزم سیر نجف و طوف حرم سی ہمکو

لی جاتے

لی جاتی ہی کہیں ایک توقع غالب — جادہ رہ کشش کاف کرم سی ہمکو

رہی اب ایسی جگہ چلکر جہاں کوئی نہو — ہم سخن کوئی نہو اور ہمزباں کوئی نہو

بی در و دیوار سا ایک گہر بنایا چاہئے — کوئی ہمسایہ نہو اور پاسباں کوئی نہو

پڑیی گر بیمار تو کوئی نہو تیماردار — اور اگر مر جائی تو نوحہ خواں کوئی نہو

ردیف الہا

سی کسیرہ راہ سر در و دیوار عکدہ — جسکی بہار یہ ہو بہار اوسکی خزاں ہو جہہ

ناچار بیکسی کی یہی حسرت اوٹہائے — دشواری رہ و ستم ہمرہاں ہو جہہ

ناز ہمزانہ بذرہ دل و دل سی آئینہ — طوطی کو شش جہت سی مقابل سی آئینہ

ردیف الیا

صد جلوہ روبرو ہی جو مژگان اوٹہائے — طاقت کہاں کہ دید کا احسان اوٹہائے

ہی سنگ پر براتِ معاش جنون عشق — یعنی ہنوز منت طفلان اوٹہائے

شب کو کسو کی خواب میں آیا نہو کہیں — دکھتی ہیں آج اوس بت نازک بدن کی باہو
غالب ہری کلام میں کیونکر مزا نہو — پیتا ہوں دھو کی خسرو شیریں سخن کی باہو

دہان زخم پہ کرجو عشق ناپیہم سی ہمکو — صدرہ آئینہ زمین بوس قدم سی ہمکو
دلکو میں رہجی دل محو وفا رکہتا ہی — کہ قدر ذوق گرفتاری ہم سی ہمکو
ضعف سی نقش پی مور ہی طوق گردن — تپری کوچہ سی کہاں طاقت رم تی ہمکو
جانکر کیجی تغافل کہ تجہہ امید بہی ہو — یہ نگاہ غلط انداز تو سم سی ہمکو
رشک ہمطرحی و درد اثر بانگ حزین — نالہ مرغ سحر تیغ دودم سی ہمکو
سر اوڑانیکی جو وعدہ کیا تہا غالب — ننگ کی بولی کہ تیری سر کی قسم سی ہمکو
دلکی خون کیونکی کیا وجہ ولیکن ناچار — پاس بے رونقی دیدہ اہم سی ہمکو
تم وہ نازک کہ خموشی کو فغان کہتی ہو — ہم وہ عاجز کہ تغافل بہی ستم سی ہمکو
لکہنو آنیکا باعث نہیں کہلتا یعنے — ہوس سیر و تماشا سو وہ کم سی ہمکو
منقطع سلسلہ شوق نہیں ہے یہہ شہر — عزم سیر نجف و طوف حرم سی ہمکو

لی جانے

لی جانی سی کہیں ایک توقع غالب — جادہ رہ کشش کاف کرم سی ہمکو

رہی اب اسی جگہ جلکر جہاں کوئی نہو — ہم سخن کوئی نہو اور ہمزباں کوئی نہو
بی در و دیوار سا ایک گہر بنایا چاہیے — کوئی ہمسایہ نہو اور پاسباں کوئی نہو
پڑی کر بیمار تو کوئی نہو تیماردار — اور اگر مر جائی تو نوحہ خواں کوئی نہو

ردیف الہا

سی کسیکو رابر در و دیوار عکذہ — جسکی بہار یہ ہو بہار اوسکی خزاں نہو جہہ
نا چار بیکسی کی یہی حسرت اوٹہائے — دشواری رہ و ستم ہمرہان نہو جہہ

راز مہر بانہ در دہ دل و دل سی آئینہ — طوطی کو شش جہت سی مقابل سی آئینہ

ردیف الیا

صد جلوہ روبرو ہی جو مژگان اوٹہائے — طاقت کہاں کہ دید کا احسان اوٹہائے
سی سنگ پر براے معاش جنون عشق — یعنی ہنوز منت طفلان اوٹہائے

دیوار باغ بہ مزدور سے ہی تم ۔۔۔ ابی خانماں خرابۂ احسان اٹھائے
یا میری زخم رشک کو رسوا نہ کیجے ۔۔۔ یا پردہ تبسم پنہاں اوٹھائے

مسجد کے زیر سایہ خرابات چاہیے ۔۔۔ بھون پاس انکہہ قبلہ حاجات چاہیے
عاشق ہوئی ہین اور بھی ایک اور شخص پر ۔۔۔ آخر ستمگر کچھہ تو مکافات چاہیے
دنیا دای فلک دل حسرت پرست کے ۔۔۔ ہان کچھہ نہ کچھہ تلافی مافات چاہیے
سیکھی ہین مہ رخون کے لیے ہم مصورے ۔۔۔ تقریب کچھہ تو بہر ملاقات چاہیے
می سی غرض نشاط کس روسیاہ کو ۔۔۔ ایک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہیے
نسو و نما ہی اصل سی غالب فروع کو ۔۔۔ خاموشی ہی سی نکلی ہے جو بات چاہیے
ہی نک لہ وکل نسرین جدا جدا ۔۔۔ ہر رنگ مین بہار کا اثبات چاہیے
سایی خم بہ کیجی مکام نجود سے ۔۔۔ ہر سوی قبلہ وقت مناجات چاہیے
یعنی بحسب گردش پیمانۂ صفات ۔۔۔ عارف ہمیشہ مست می ذات چاہیے

بساط عجز مین تھا ایک دل یک قطرہ خون وہ بھی ۔۔۔ سو رہتا ہی باندازِ چکیدن سرنگون وہ بھی
رہی اوضع ستم ہمچیدگی سی ۔۔۔ تکلف برطرف تھا ایک انداز خون وہ بھی
خیال مرگ کب تسکین دل ازردہ کو بخشے ۔۔۔ میری دام تمنا مین ہی اک صید زبون وہ بھی
نگر باکاوش ناخن محکو کیا معلوم نہا ہمدم ۔۔۔ کہ ہوگا باعث افزائش درد درون وہ بھی
نہ آتا برسش تیغ جفا پر ناز فرماو ۔۔۔ میری دریای بیتابی مین ہی اک موج خون وہ بھی
ہی عشرت کو ہوس ساتی گر دنیا کہا کیجے ۔۔۔ لی بیشباہی یک دو جام واژگون وہ بھی
میری دل مین ہی غالب شوق وصل و شکوہ ہجران ۔۔۔ خدا وہ دن کری جو اوس سے مین بھی کہون وہ بھی

ہی نرم تبان بیخ سے آزردہ لبونسے ۔۔۔ نکتہ چی ہین ہم انسی جو شاد طلبونسے
ہی دور قدح وجہ پریشانی صہبا ۔۔۔ یکبار لگادو خم می میری لبونسے
رندان درمیکدہ گستاخ ہین زاہد ۔۔۔ زنہار نہونا طرف اونکے ادبونسے
بیداد وفا دیکھہ کہ جاتی رہی آخر ۔۔۔ ہر خند میری جان کو تہا ربط لبونسے

کہر مین تنہا کیا کہ تیرا غم اوسی پہلو مین تھا ۵۸ وہ جو رکھتے تھے ہم اک حسرت تعمیر سو

نالہ کو میرے نسبت کیے بھی ناقہ نرسی جا — سن لیتے ہین کہو کر ہمارا نہین کرتے
غالب ترا احوال سنا دینگے ہم اونکو — وہ سنکی بلا لین یہہ اجارا نہین کرتے

غم دنیا سی گر پا بی تہی فرصت اوتہا نیکی — فلک کرتا تقریب تیری یاد انیکی
کہیدیکا کسطرح مضمون میری مکتوب کا یارب — قسم کہائی ہی اوس کا فرنی کا غذ کے جلا نیکے
لیتا پر نیا ہین شعلہ آتش کا آسان اسے — ولی مشکل ہی حکمت دلمین سوز غم چہپانیکی
او نہین منظور اپنی زخمیونکا دیکہنا تہا — او نہی سیر گلکو دیکہنا شوخی بہانیکی
ہمارے سادگی تہی التفات ناز بر مانا — تیر آنا نہ تہا ظالم مگر تمہید جانیکے
لکد کوب حوادث کا تحمل کر نہین سکتے — مری طاقت کہ ضامن ہے تو نیکی بار دانیکے
کہون کیا خوبی اوضاع ابنای زمان غالب — بدی کے اوسنی جس سے ہمنی کیمہی بارہ نیکی

حاصل سی ہاتہہ دہو بیٹہے ای آرزو خرامی ۵۹ دل جوش گریہ مین ہی ڈبی ہوی ہے

اوس شمع کیطرح سی جسکو کوی بجہاوے — مین بھی جلا ہوا ہون داغ ناتمامی

وہ سبزہ زارہای مطرا کہ ہی غضب — وہ نازنین تبان خود آرا کہ ہای ہای
صبر آزما وہ اونکی نگاہین کہ حف نظر — طاقت ربا وہ اونکا اشارا کہ ہائے ہائے
وہ میوہای تازہ شیرین کہ واہ واہ — وہ بادہای ناب گوارا کہ ہای ہای

کیا تنگ ہم ستم زدگان کا جہان ہی — جسمین کہ ایک بیضہ مور آسمان ہے
ہی کائنات کو حرکت تیری ذوق سے — پرتو سی آفتاب کے ذرہ مین جان ہے
حالانکہ ہی یہہ سینہ خارا سی لالہ رنگ — غافل کو میری شیشہ پہ مے کا گمان ہے
کی اوسنی کرم سینہ اہل ہوس مین جا — اوی نہ کیون پسند کہ تہمد امکان ہے
کیا خوب تمنی غیر کو بوسہ نہین دیا — بس چپ رہو ہمارے بھی منہ مین زبان ہے
تنہا ہی جو کی سایہ دیوار یار مین — فرمان روای کشور ہندوستان ہے

ہستی کا اعتبار بھی غم نے مٹا دیا ۶۰ کس سے کہوں کہ داغ جگر کا نشان ہے
ہے بے دلی امید وفاداری اسقدر غالب ہم اسمیں خوش ہیں کہ نامہربان ہے

درد سے میری ہے تجکو بیقراری ہائے کیا ہوئی ظالم تیری غفلت شعاری ہائے
تیری دلمیں کرنہ تھا اسوب غم کا حوصلہ تو نے بہر کیوں کی تھی میری غمگساری ہائے
کیوں بہری غمخوار کی کا تجکو آیا تھا خیال دشمنی اپنی تھی میری دوستداری ہائے
عمر بھر کا تو نے پیماں وفا باندھا تو کیا عمر کو بھی تو نہیں ہے پایداری ہائے
زہر لگتی ہے مجھے آب و ہوای زندگی یعنی تجھ سے تھی اوسی ناسازگاری ہائے
گلفشانی ہائے ناز جلوہ کو کیا ہو گیا خاک میں ہوتی ہے تیری لالہ کاری ہائے
شرم رسوای سے جا چھپنا نقاب خاک میں ختم ہے الفت کی تجھ پر پردہ داری ہائے
خاکمیں ناموس پیماں محبت مل گئے اوٹھا نہ گی دنیا سے راہ و رسم یاری ہائے
ہاتھ ہے تیغ آزما کا کام سے جانا ہے دل کہ اک لگنی نہ پایا زخمکاری ہائے
کس طرح کاٹے کوی شب ہای دراز ہجر دل ہے فکر جوکردہ اختر شماری ہائے

کوشش محو پیام و چشم محروم جمال ۶۱ ایکدل تسبر نا امیدواری ہائے
عشق نی بکرانہ تنا غالب اپنی خشکیا ایک رہکیا تھا دل میں جو کچھ ذوق خواری ہائے

سرگشتگی میں عالم ہستی سے یاس ہے تسکین کو دلمیں یہ کہ مرنی کی آس ہے
لیتا نہیں مری دل آوارہ کی خبر انکو وہ جانتا کہی میری ہی باس ہے
کجی بیان سرورد تپ غم کہاں بلک سرمو میری بدن پہ زبان سپاس ہے
می و غرور حسن سے بیگانہ وفا ہر چند اوسکی پاس دل حق شناس ہے
ہی جستجو رہی شب مہتاب میں سراب اس بلغمی مزاج کو گرمی ہی راس ہے
ہر یک مکان کو ہے مکین سے شرف اسد مجنوں جو مر گیا ہے جنگل اداس ہے

گر خاموشی سے فائدہ اخفای حال ہے خوش ہوں کہ میری بات سمجھنی محال ہے
کسکو سناؤں حسرت اظہار کا گلا دل فرد جمع و خرج زبانہای لال ہے
کس پردہ میں ہے آئینہ پرداز اے خدا رحمت کہ عذر خواہ لب بے سوال ہے

۶۲

ہی ہی خدا نخواستہ وہ اور دشمنی — ای شوق منفعل یہ تجھی کیا جلال ہے
مشکین لباس کعبہ علی کی قدم کو جان — ناف زمین ہی کہ ناف غزال ہے
دشت پہ میری صدا فاق تنگ تنہا — دریا زمین کو عرق انفعال ہے
ہستی کی مت فریب مین آجاو اسدؔ — عالم تمام حلقہ دام خیال ہے

تم اپنی شکوہ کی باتین نہ کہو دکھو گے — حذر کرو مری دل کی کہ اسمین دل دی ہی

دلا یہ درد و الم بھی تو مغتنم ہی کہ اخر — نہ کر یہ سحری ہی آہ نیم شبی ہے

ائی جا حرف وفا لکھا تھا سو اسے مٹا گیا — ظاہرا کاغذ تری خط کا غلط بردار ہے
ہی جلی ذوق فنا کی نا تمامی پر نہ کیون — ہم نہین جلتی نفس ہر چند آتش بار ہے
ہستی ہا نیمین بجھی منت اوتھی ہر صدا — ہر کوی در ماندگی مین نالہ ہستی ناچار ہے
ہی بسکہ مستی ہر ذرہ کا عذر خواہ — جسکی جلوہ سی زمین تا آسمان سرشار ہے

۶۳

مجمی مت کہہ نو ہمن کہتا تہا اپنی زندگی — زندگی سی بھی میرا جی اندنون بیزار ہے
انکھہ کے تسویر سر ماتمی یہ کھینچی ہی کہتا — تجھہ یہ کہلیجاوے کہ اسکو حسرت دیدار ہے

میری ہستی فضای حیرت آباد تمنا ہے — جسی کہتی مین نالہ وہ اسی عالم کا عنقا ہے
خزان کیا فصل گل کہتی مین کسکو کون موسم ہو — وہی ہم ہین قفس ہے اور ماتم بال و پر کا ہے
وفای دلبران ہے اتفاقی ورنہ اے ہمدم — اثر فریاد دلہای حزین کا کس نے دیکھا ہے
نہ لای شوخی اندیشہ تاب رنج نومیدی — کف افسوس ملنا عہد تجدید تمنا ہے

قفس مجکو نہین وحشت اسی ہے — میری وحشت تیری شہرت ہی ہے
قطع کیجی نہ تعلق ہم سے — کچھہ نہین ہے تو عداوت ہی سہی
میری ہونی مین ہی کیا رسوائی — ای مہ مجلس نہین خلوت ہی سہی
ہم بھی دشمن تو نہین ہین اپنے — غیر کو تجھہ سی محبت ہی سہی
اپنی ہستی ہی سی ہو کچھہ ہو — اگہی گر نہین غفلت ہی سہی

عمر سرخنہ کہ ہی برق خرام — دلکی خون کرنی کی فرصت ہی سہے

کچھہ تو دی ای فلک نا انصاف — آہ فریاد کے رخصت ہی سہے

ہم بھی تسلیم کے خو ڈالین گے — بی نیازی تیری عادت ہی سہے

ہم کوی ترک وفا کرتے ہین — نہ سہی عشق مصیبت ہی سہے

یار سی جہیڑ چلی جای اسد — گر نہین وصل تو حسرت ہی سہے

پینس مین گزرتی ہین جو کچی سی وہ میرے — کندا بھی کہار وں کو بدلنی نہین دیتے

ہی آرمیدگی مین نکوہش بجا مجھے — صبح وطن ہی خندہ دندان نما مجھے

دہوندی ہی اوس مغنی آتش نفس کو جی — جسکی صدا ہو جلوہ برق فنا مجھے

مستانہ طی کرون ہون وادی خیال — تا بازگشت سی نرسی مدعا مجھی

کرتا ہی بکہ باغ مین تو بی حجابیان — انی لگی ہی نکہت گل سی حیا مجھی

کہتا کسو سے کیون میری دلکا معاملا — شعرون کی انتخاب نے رسوا کیا مجھی

زندگی اپنی جب اس شکل سی گزری غالب — ہم بھی کیا یاد کرینگی کہ خدا رکھتی تہی

رفتار عمر قطع رہ اضطراب ہی — اس سال کی حساب کو برق آفتاب ہی

مینای می ہی سرو و نشاط بہار ہی — بال تدرو جلوہ موج شراب ہی

رحمی ہوا ہی بیشہ بای ثبات کا — نہ بہا کنی کے گون نہ آرامگہ کے تاب ہی

جادادہ بادہ نوشی رندان تشنہ جہت — غافل گمان کری ہی کہ کیتی خراب ہی

قطار رہ کیا حریف ہوا وس برق حسن کا — جوش بہار جلوہ کو جسکی نقاب ہی

مین نامراد دل کی تسلی کو کیا کرون — ماناکہ تیری رخ سی نگہ کامیاب ہی

گزرا اسد خوشی سی بیام یار سی — قاصد پہ مجکو رشک سوال و جواب ہی

دیکہنا قسمت کہ اب اپنی بہ رشک آجاکی — ہاتہہ دہو دل سی یہی گرمی گر اندیشہ کی

عیر کو یار و کیونکر منع گستاخی کری — کر حیا بھی اوسکو آتی ہی تو شرما جای ہی

خوں کو بہہ لب کے ہر دم نالہ کیجی جا ہے — دلکی وہ حالت کہ دم لینی سی کھبرا جا ہے

دور چشم بد تیری بزم طرب سے واہ وہ — نغمہ ہو جاتا ہی واں کر نالہ میرا جا ہے

گرچہ ہی طرز تغافل پردہ دار راز عشق — پر ہم ایسی کہوی جاتی ہیں کہ وہ پا جا ہے

اوسکی بزم آرائیاں سن کر دل رنجور یہاں — مثل نقش مدعای غیر بیٹھا جا ہے

ہو کی عاشق وہ پری رخ اور نازک بن گیا — رنگ کہلتا جا ہے جتنا کہ اڑتا جا ہے

نقش کو اوسکی مصور پر بھی کیا کیا ناز ہے — کھینچتا ہی جسقدر اوتنا ہی کھنچتا جا ہی

سایہ میرا مجھسی مثل دود بھاگتا ہی اسے — پاس مجھ آتش زبانکی کس سے ٹھہرا جا ہے

کرم فریاد رکھا شکل نہالی کی مجھے — تب بتاں میرے من جویا لیا کی مجھے

نسیہ و نقد دو عالم کی حقیقت معلوم — لی لیا مجھ سے میری ہمت عالی کی مجھے

کثرت آرائی وحدت ہی پرستاری وہم — کر دیا کافر ان اصنام خیالی کی مجھے

ہوس گل کا تصور میں بھی کھٹکا ناز — عجب آرام دیا بی پر و بالی کی مجھے

کارگاہ ہستی میں لالہ داغ ساماں ہے — برق خرمن راحت خون گرم دہقاں ہے

غنچہ ناشگفتن ہا برگ عافیت معلوم — باوجود دل جمعی خواب گل پریشاں ہے

ہمسی رنج بیتابی کسطرح اوٹھایا جا ہے — داغ پنبہ دست عجز شعلہ خس بنداں ہے

اوسکا ہاے در و دیوار سی سبزہ غالب — ہم بیاباں میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے

سادگی پر اوسکی مرجانے کی حسرت دل میں ہے — بس نہیں چلتا کہ پھر خنجر کف قاتل میں ہے

دیکھنا تقریر کے لذت کہ جو اوسنی کہا — میں یہہ چاہا کہ گویا یہ بھی میری دل میں ہے

گرچہ میں کس کس برائی سی ولی پر انہمہ — ذکر میرا مجھسی بہتر سی کہ اوس محفل میں ہے

بس ہجوم نا امیدی خاک میں ملجائیکے — یہ جو ایک لذت ہمارے سعی پیہم حاصل میں ہے

رنج رہ کیوں کھینچی ولاندکی کو عشق ہے — اوٹھ نہیں سکتا ہمارا جو قدم منزل میں ہے

جلوہ زار آتش دوزخ ہمارا دل ہے — فتنہ شور قیامت کس کی آب و گل میں ہے

ہی دل شوریدہ غالب طلسم پیچ و تاب — رحم کر اپنی تمنا پر کہ کس مشکل میں ہے

دل سے تیری نگاہ جگر تک اتر گئی — دونو کو ایک ادا میں رضامند کر گئے

شق ہو گیا ہی سینہ خوشا لذت فراغ — تکلیف پردہ داری زخم جگر گئے

وہ بادہ شبانہ کے سرمستیان کہاں — اٹھیے بس اب کہ لذت خواب سحر گئے

اڑتی پھری ہی خاک مری کوے یار میں — بارے اب اے ہوا ہوس بال و پر گئے

دیکھو تو دلفریبی انداز نقش پا — موج خرام یار بھی کیا کل کتر گئے

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی — اب آبروی شیوہ اہل نظر گئے

نظارہ نے بھی کام کیا واں نقاب کا — مستی سی ہر نگہ تری رخ پر بکھر گئے

فردا و دی کا تفرقہ یکبار مٹ گیا — کل تم گئی کہ ہم پہ قیامت گزر گئے

مارا زمانہ نے اسد اللہ خاں تمہیں — وہ ولولے کہاں وہ جوانی کدھر گئے

پھر کچھ اک دل کو بیقراری ہے — سینہ جویای زخم کاری ہے

پھر جگر کھودنے لگا ناخن — آمد فصل لالہ کاری ہے

قطعہ

قبلہ مقصد نگاہ نیاز — پھر وہی پردہ عماری ہے

چشم دلال جنس رسوائی — دل خریدار ذوق خواری ہے

وہی صد رنگ نالہ فرسائی — وہی صد گونہ اشکباری ہے

دل ہوائی خرام ناز سے پھر — محشرستان بیقراری ہے

جلوہ پھر عرض ناز کرتا ہے — روز بازار جانسپاری ہے

پھر اسی بیوفا پہ مرتے ہیں — پھر وہی زندگی ہماری ہے

پھر کھلا ہی در عدالت ناز — گرم بازار فوجداری ہے

ہو رہا ہی جہان میں اندھیر — زلف کی پھر سرشتہ داری ہے

پھر دیا پارۂ جگر نے سوال — ایک فریاد و آہ و زاری ہے

پھر ہوئی ہی گواہ عشق طلب — اشکباری کا حکم جاری ہے

دل و دیں بھی گیا دعا کیجے — ہائے اس زود پشیماں کا

دل گیا تھا تو یہ غم بھی گیا — جو تھا مانع ہمیں پریشاں کا

کہہ سکے کون کہ یہ جو سنتا ہے — کہ نہیں ہے زمانہ ہی اس کا

دے دیا دل اگر اسی کا ہے — ہے نہیں ہے ستم ہی کیا اس کا

دل کو میں اور مجھ کو دیتا ہے — ایسے کہنے کی شرم ہے کس کا

آفریں کرتا ہے اس پہ اور تحسیں — کام اچھا ہے وہ جو ہے جس کا

ہو گیا ہے شہید جس کا اسد — پھر وہی قاتل وہی مسیحا ہے

خون ہمت کس تسکین نہو کو شادمانی کے
نمکداں خراش دل ہی لذت زندگانی کے

کشاکش ہای ہستی سی کری کیا سعی آزاد
ہوی زنجیر موج اک فرصت روانی کے

بس اے مردن بہی لیوانہ زیارگاہ طفلاں ہے
شرار رنگ تی تربت ہے میری کلفشانی کے

مکوش ہی سزا فریادی بیداد دلبر کے
صدا خندہ دندان نما ہو صبح محشر کے

رگ لیلی کو خاک دشت مجنوں شانہ کش سمجھے
اگر بو دیجی ہی دانہ دہقان نوک نشتر کے

پر پروانہ شاید بادبان کشتی می تہا
ہوی محلس کے گرمی سبی دانی دور ساغر کے

کروں بیداد ذوق یرسشاے عرض کیا قدرت
کہ طاقت اوڑ گئی اوڑنی سی پہلی میری سہیر کے

نہاں ہے دو او سکی خمیدگی پیچی قیامت ہے
کمیری قسمت ہے عیب کیا نہ تی تو ایسے کے

جی اعدا بولسی سک کسمپرسی ہم ہوے
جتنی زیادہ ہو گئی اوتنی ہی کم ہوے

نہاں تہا دلم سخت فریب استیاں کے
اوڑنی نیا ہی نہی کہ کرفتار ہم ہوے

ہستی ہماری ہی فنا پر دلیل ہے
یہاں تک مٹی کہ آپ ہم اپنی قسم ہوے

سحی کنان عشق کی پوچہی ہی کیا خبر
وہ لوک رفتہ رفتہ سراپا الم ہوے

سبری وفا سی کیا ہو تلافی کہ دہر مین
تبری سوا ابہی ہم بہ بہت ستم ہوے

لکہتی رہی جنونکی حکایات خون چکان
ہر چند ہاتہہ اسمین ہماری قلم ہوے

اللہ ری سپردگی خو جسکی بیم سے
اجزای نالہ دل مین مری رزق ہم ہوے

اہل ہوس کے فتح ہی ترک نبرد عشق
جو ہار دان وہ تہہ کی وہی اونکی علم ہوے

نالی عدم مین چند ہماری سبر دتے
جو دان نکیج سکی سو وہ یہان آکے دم ہوے

جو ڑی کی ہمنی کدا ئمین دل لگے
سایل ہوی تو عاشق اہل کرم ہوے

رحم کر ظالم کہ کیا بود چراغ کشتہ ہے
نبض بیمار وفا دود چراغ کشتہ ہے

دل لگی کی آرزو بی جس پر کہتی ہی ہمیز
ورنہ یہان سبر و نقی سو چراغ کشتہ ہے

چشم خوبان خامشی مین بہی نوا پردازہے
سرمہ تو کہوی کہ دود شعلہ آواز ہے

پیکر عشاق ساز طالع ناساز ہے
نالہ کو یا گردش سیارہ کی آواز ہے

دستگاہ دیدہ حیران مجنون دیکھنا
یک بیابان جلوہ کل فرش پا انداز ہے

جوہر تیغ بکف دیکھنا ان کا ساتھ
ہے دل شوریدہ غالب طلسم پیچ و تاب

دیکھو مجھے جو دیدہ عبرت نگاہ ہو
میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہے

ساقی بجلوہ دشمن ایمان و آگہی
مطرب بنغمہ رہزن تمکین و ہوش ہے

یا شب کو دیکھتے نہ کہ ہر گوشہ بساط
دامان باغبان و کف گلفروش ہے

لطف خرام ساقی و ذوق صدای چنگ
یہ جنت نگاہ وہ فردوس گوش ہے

یا صبح دم جو دیکھئے آکر تو بزم میں
نے وہ سرور و سوز نہ جوش و خروش ہے

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے

آتی ہے غیب سے یہ مضامیں خیال میں
غالب صریر خامہ نوای سروش ہے

جوہ نقد داغ دل کی کری شعلہ یا سہی
تو فسردگی نہاں ہے بکمین ہیا نی

مجھی اشک گل کیا توقع نرمانہ جوانے
بکہی کو دی میں جنی نسی میری کہانے

یون ہی کہہ کسو کو دنیا نہیں خوب وتر تمنا
کہ میری عمد کو یہ عزت ہی میری نگاہ

ظلمتکدہ میں میری شب غم کا جوش سے
اک شمع ہی دلیل سحر سو خموش ہی

نی مژدۂ وصال نہ نظارۂ جمال
مدت ہوی کہ آنسی چشم و گوش ہی

ہو کر شہید عشق میں ہا بی ہزار جسیم
ہر موج گرد راہ میری سر بدوش ہی

می نی کیا ہی حسن خود آرا کو بی حجاب
ای شوق ہان اجازت تسلیم ہوں ہی

کو ہر کو عقد کردن خوباں میں دیکھنا
کیا اوج پر ستارۂ کو ہر فروش ہی

دیدار بادہ حوصلہ ساقی نگاہ مست
نرم خیال میکدہ بی چرخ نوش ہی

اہی تازہ وارد ان بساط ہوای دل
زنہار اگر تمہیں ہوس نا و نوش ہی

آکہ میری جان کو قرار نہیں ہے
طاقت بیداد انتظار نہیں ہے

دہی ہیں جنت حیات دہر کی بدلے
نشہ بہ اندازۂ خمار نہیں ہے

کر بہ نکالی ہی تیری نرم سی مجکو
ہا کی پر دل جب حصار نہیں ہے

ہمسی غیب ہی گمان رنجش خاطر
خاکمین عشاق کے غبار نہیں ہے

دل سی اوٹھا لطف جلوہ ہای معانے
غیر گل آئینہ بہار نہیں ہے

قتل کا میری کیا ہی عہد تو بارے — وای اگر عہد استوار نہین ہے
تو نی قسم میکشی کے کھائی ہی غالب — تیری قسم کا کچھ اعتبار نہین ہے

ہم کو تمنا ہی تو کیا تم سے ملنے کی — کہتے ہین ہم کو تم سے ملنے کی
نہ کہو کہ ہی ہی ہمکو تمنا ہی تو کیا — کہتے ہین ہم کو تم سے ملنے کی
قسم جنازے پہ آنے کی میرے کھائی ہی — ہمیشہ کھاتے ہین ہم کو قسم کی کھانے کی
رہی خبر کہ رہین کیون ہو تم سے ملتے ہی — یہ کیا قسم ہی ملاقات کے نہ ہونے کی

وہ اپنی خو نہ چھوڑینگے ہم اپنی وضع کیون بدلین — سبک سر بن کے کیا پوچھین کہ ہم سے سرگران کیون ہو
کہا تم نے کہ کیون ہو غیر کے ملنے مین رسوائی — بجا کہتے ہو سچ کہتے ہو پھر کہیو کہ کیون ہو
نکالا چاہتا ہی کام طعنون سے تو غالب کیا — تیرے ہوتے ہوئے آجائینگے رقیب روز

ہم کو معلوم ہی جنت کی حقیقت لیکن — دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہی
ہم کو معلوم ہی جنت کی حقیقت لیکن — دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہی
ہم کو معلوم ہی جنت کی حقیقت لیکن — دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہی

ہم پیشہ و ہم مشرب و ہمراز ہے میرا — غالب کو برا کیون کہو اچھا ہے برا ہے
ہم پیشہ و ہم مشرب و ہمراز ہے میرا — غالب کو برا کیون کہو اچھا ہے برا ہے
ہم پیشہ و ہم مشرب و ہمراز ہے میرا — غالب کو برا کیون کہو اچھا ہے برا ہے

ہم سخن تیشے سے فرہاد کی شیرین کا — جوئے شیر کا نہ لانا شرم تھا
ہم سخن تیشے سے فرہاد کی شیرین کا — جوئے شیر کا نہ لانا شرم تھا
ہم سخن تیشے سے فرہاد کی شیرین کا — جوئے شیر کا نہ لانا شرم تھا

ہم سے کھل جاؤ بوقت مے پرستی ایک دن — ورنہ ہم چھیڑینگے رکھ کر عذر مستی ایک دن
ہم سے کھل جاؤ بوقت مے پرستی ایک دن — ورنہ ہم چھیڑینگے رکھ کر عذر مستی ایک دن
ہم سے کھل جاؤ بوقت مے پرستی ایک دن — ورنہ ہم چھیڑینگے رکھ کر عذر مستی ایک دن

ہم کہان کے دانا تھے کس ہنر مین یکتا تھے — بیسبب ہوا غالب دشمن آسمان اپنا
ہم کہان کے دانا تھے کس ہنر مین یکتا تھے — بیسبب ہوا غالب دشمن آسمان اپنا
ہم کہان کے دانا تھے کس ہنر مین یکتا تھے — بیسبب ہوا غالب دشمن آسمان اپنا

ہم کو ستم عزیز ستمگر کو ہم عزیز — نا مہربان نہین ہو تو ظالم نہین ہو تم
ہم کو ستم عزیز ستمگر کو ہم عزیز — نا مہربان نہین ہو تو ظالم نہین ہو تم
ہم کو ستم عزیز ستمگر کو ہم عزیز — نا مہربان نہین ہو تو ظالم نہین ہو تم

ہم کو ستم عزیز ستمگر کو ہم عزیز — ناکام کی تلاش ہی تم کامیاب ڈھونڈ
ہم کو ستم عزیز ستمگر کو ہم عزیز — ناکام کی تلاش ہی تم کامیاب ڈھونڈ
ہم کو ستم عزیز ستمگر کو ہم عزیز — ناکام کی تلاش ہی تم کامیاب ڈھونڈ

نقش قیس کی ہی خیم و چراغ صحرا — کر نہین نعمہ سیہ خانہ لیلی نسہے
ایک مکانہ یہ موقوف ہی گھر کی رونق — نوحہ غم ہی سہی نغمہ شادی نسہے
بہ ستایش کے تمنا نہ صلی کی پروا — کر نہین ہین میری اشعار مین معنی نسہے
عشرت صحبت خوبان ہے غنیمت سمجھو — ہنوی غالب اگر عمر طبیعی نہ سہے

عجب نشاط سی جلاد کی چلی ہین ہم آگے — کہ اپنی سایہ سی سر پاؤن سی ہی دو قدم آگے
قضا نی تہا مجہی چاہا خراب بادہ الفت — فقط خراب لکہا بس نچل سکا قلم آگے
غم زمانہ نی جہاڑی نشاط غم کی تمنا — وگرنہ ہم ہی اوٹہاتی تہی لذت الم آگے
خدا کی واسطی داد اوس جنون شوق کی دینا — کہ اوسکی در پہ پہنچتی ہین نامہ بر سے ہم آگے
یہ عمر بہر جو ہر دنیا، او تہا ہی ہن غنچے — تہاری آئیو ای طرہای خم بخم آگے
دل و جگر مین پر افشان، آنکہو جہ خون ہے — ہم اپنی زعم مین سمجہی ہوی تہی اوسکو دم آگے
قسم خباری یہ آنکی میری کہاتی تہی غالب — نہیں کہاتی تہی جو میری جان کی قسم آگے

تغافل دوست ہون میرا دماغ عجز عالی ہی — اگر پہلو تہی کیجی تو جا میری بہی خالی ہی
رہا آباد عالم اہل ہمت کے نہونی سے — بہری ہین جسقدر جام و سبو میخانہ خالی ہی

کہ وہ ستا ہی کہانی میرے — اور پہر وہ بہی زبانی میرے
خلش غمزہ خون زیز نیو جہہ — دیکہہ خونابہ فشانی میرے
کیا بیان کر کی میرا رو سکی یار — مگر اشفتہ بیانی میرے
ہون ز خود رفتہ بیدای خیال — بہول جاتا ہی نشانی میرے
تقابل سے مقابل میرا — رک گیا دیکہہ روانی میرے
قدر سنگ سرہ کہتا ہون — سخت ارزان ہے گرانی میرے
گرد یاد رد میتابی ہون — صرصر شوق ہی بانی میرے
دہن اوسکا جو نہ معلوم ہوا — کہل گئی ہیچ مدانی میرے
کر دیا ضعف نی عاجز غالب — ننگ پیری ہی جوانی میرے

نقش تاریب طنازیہ آغوش رقیب
باطی طاوس رقم خانہ مانی مانگے

تو و مدخو کہ بخیر کو تماشا جانے
دل وہ افسانہ کہ آشفتہ بیانی مانگے

وہ لب عشق تمنا کہی جن کی شہ شمع
شعلہ تا مغز جگر ریشہ دوانی مانگے

کلشن کو تیری صحبت از بسکہ خوش آئی ہے
ہر غنچہ کا گل ہونا آغوش کشائی ہے

دہان کنکر استغنا ہر دم ہی بلندی پر
یہان نالہ کو اور الٹا دعوای رسائی ہے

از بسکہ سکھاتا ہے غم درد کی اندازی
جو داغ نظر آیا اک چشم نمائی ہے

حسن زخم کی ہو سکتی ہو تدبیر رفو کی
لکھ دیجیو یارب اسے قسمت میں عدو کی

اچھا ہی سہی امکشت حنا کی تمنا
دیکھیں تو سہی اک بوند لہو کی

کیوں دردی ہو عشاق کے بیجو صلکی سے
یہان تو کوی سنتا نہیں فریاد کسو کی

صد حیف وہ ناکام کہ اک عمر سی غالب
حسرت میں رہی اک بت عربدہ جو کی

دشتی نی کبھی مونہہ نہ لگایا ہو جگر کو
خنجر نی کبھی بات نہ پوچھی ہو گلو کی

سحاب

سیماب پشتکرمی آئینہ ذمی ہی ہم
حیران کیے ہوی ہین دل بیقرار کے

اغوش گل کشودہ برای وداع ہے
ای غنچہ لیب کہ چلی دن بہار کے

ہی وصل ہجر عالم تمکین و ضبط میں
معشوق شوخ و عاشق دیوانہ چاہیے

اوس لب سی مل ہی جاے گا بوسہ کہی تو ہان
شوق فضول و جرات رندانہ چاہیے

چاہے اچھون کو جیسا چاہیے
یہ اگر چاہین تو پھر کیا چاہیے

صحبت رنداں سی واجب ہی حذر
جای می اپنی کو کہنچا چاہیے

چاہنے تیری کو کیا سمجھا تہا دل
بار ی اب اس سے بھی سمجھا چاہیے

چاک مت کر جیب بے ایام گل
کچھ ادھر کا بھی اشارا چاہیے

دوستی کا پردہ ہی یگانگی
مونہہ چھپانا ہمی چھوڑا چاہیے

دشمنی نی میری کھویا غیر کو
کس قدر دشمن ہے دیکھا چاہیے

بیکسی ہائے تمنا کی نہ پوچھ — بیکسی ہائے تمنا کس سے کہیے

ہم نوائی مین کب اچھی نہ سحر — شکوۂ بیکسی ناکام رہا چاہیے

مضمحل ہوگئے قویٰ غالب — اب عناصر مین اعتدال کہان

کہتے ہین اچھے نبوتؔ کا گلہ — کچھ تمہین کہتے ہین کچھ کہا چاہیے

منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید — ناامیدی اسکی دیکھا چاہیے

جانتے ہین جو برون کو اسد — آپ کی صورت کو دیکھا چاہیے

غافل ان مہ طلعتون کی واسطے — جاہنے والا بھی اچھا چاہیے

ہر قدم دوری منزل ہی بیابان مجھسے — میری رفتار سی بھاگی ہی بیابان مجھسے

درس عنوان تماشا بہ تغافل خوشتر — ہی نگہ رشتہ شیرازہ مژگان مجھسے

وحشت آتش دلی شب تنہای مین — دود کی طرح رہا سایہ گریزان مجھسے

بزم عشاق نہوسادکی آموز یان — کسقدر خانہ آئینہ ہی ویران مجھسے

اثر آبلہ سی جادۂ صحرای جنون — صورت رشتہ گوہر ہی چراغان مجھسے

بیخودی بستر تمہید فراغت ہوجو — برسی سایہ کی طرح میرا شبستان مجھسے

شوق دیدار مین گر تو مجھی گردن مارے — ہو نگہ مثل گل شمع پریشان مجھسے

بیکسی ہائے شب ہجر کی وحشت ہی ہے — سایہ خورشید قیامت مین ہی پنہان مجھسے

گردش ساغر صد جلوۂ یکتا ہے — آئینہ داری یک دیدہ حیران مجھسے

نگہ گرم سی اک شکتی ہی اسد — ہی چراغان خس و خاشاک گلستان مجھسے

چاک کی خواہش اگر وحشت بعریانی کرے — صبح کی مانند زخم دل گریبانی کرے

جلوہ گل نیرنگی عالم سی کر کیجی خیال — دیدہ دل کو زیارت گاہ حیرانی کرے

ہی شکستن سی بھی دل نومید یارب کب تلک — اکبینہ کوہ پر عرض گرانجانی کرے

میکدہ گر چشم مست یار سی پاوی شکست — موی مینا دیدہ ساغر کی مژگانی کرے

خط غالب نامہ کا عنوان ہی الفت کا عہد — یکقلم منظور ہی جو کچھ پریشانی کرے

وہ آئی خواب مین اسکی تسکین اضطراب تو دے — ولی مجھی میسر دل مجال خواب تو دے

دیکھا کی جنبش لب بہی تمام کر مجھکو — ندی جو بوسہ تو منہ سے کہین جواب تو دے

کری ہی قتل لگاوٹ مین تیرا رو دینا — تیری طرح کوی تیغ نگہ کو آب تو دے

بلا سی ہی جسکے ستانی جو ہمسی نفرت ہے — سیاہ کر نہین دیتا نہ ہی شراب تو دے

اسد خوشی سی میری ہاتھ ملتے ہو کہ کہا جو اس نے ذرا میری یاد دان دے

تپش سے میری وقف کشمکش ہر تار بستر ہے
میرا تن رنج بالیں ہے میرا آنسو برابر ہے

رشک سرو سجدہ ادا وہ نور العین دامن ہے
دل پیدا ہے یا افتادہ پرخوردار بستر ہے

خوشا اقبال رنجوری عیادت کو تم آئے ہو
فروغ شمع بالیں طالع بیدار بستر ہے

بطوفان گاہ جوش اضطراب شام تنہائی
بہ شعاع آفتاب صبح محشر تار بستر ہے

الٰہی آتی ہی یوں بالش سے اوس کی زلف مشکیں کے
ہماری نیند کو خواب زلیخا عار بستر ہے

کہوں کیا دلکی حالت ہی ہجر یار میں غالب
کہ بیتابی سی ہر یک تار بستر خار بستر ہے

خط رخسار پر اس کے ہے دل بیتاب کا جانا
عزیزو دوستی افت ہی دشمن ہو جاوے

سمجھ اس فصل میں کوتاہی نشو و نما غالب
اگر کل سرو کی قامت یہ سرا بن ہو جاوے

نہیں کچھ سبحہ و زنار کے پھندے میں گیرائی
وہ کافر نالہ یابند نے نہیں ہے

کیوں نوچی نہ جائیں بلغبان تو مینے کر باغ کدا ی ہے نہیں ہے

ہر چند ہر ایک شئی میں تو ہے پر تجھسی کوی شئی نہیں ہے

ہاں کہا پرست فریب ہستی ہر چند کہیں کہ ہی نہیں ہے

شادی سی کر غم نہو وے اردی جو نہو تو دی نہیں ہے

کیوں رد قدح کری ہے زاہد می ہی ہے یہ کوئی کی نہیں ہے

ہستی ہی نہ کچھ عدم سے غالب آخر تو کیا ہی آی نہیں ہے

نیو جہہ نسخہ مرہم جہہ راحت دلکا کہ اوسمیں ریزہ الماس جزو اعظم ہے

بہت دنو غمیں تعافل نی تیری بیدادے وہ ایک نگہ کہ بظاہر نگاہ سی کم ہے

کری ہی بادہ تیری لب سے کسب رنگ فروغ خط پیالہ سر سرنگاہ گل عذار ہے

کبھی تو اس دل شوریدہ کی بھی داد ملی کہ ایک عمر سی حسرت برست بالیں ہے

بجا ہی گر نہ سنی نالہ ہای بلبل زار کہ گوش گل نم شبنم سی پنبہ آگین ہے

اسد ہی تیغ مین چل ہو وفا برای خدا
کہ وقت ترک خبر لی ہی تکلیف سے

کیون نہو چشم بتان محو تغافل کیون نہو
یعنی اس بیمار کو نظارہ سی پرہیز ہے

مرتی ہون دیکھنی کی آرزو رہ جائیگی
وای ناکامی کہ اوس کافر کا خنجر تیز ہے

جلوہ گل دیکھنے دی یاد زنداں کی مجھے
جوشش فصل بہاری اشتیاق انگیز ہے

ہم رشک کو اپنی بہی کوارا نہین کرتے
مرتی ہین ولی اوسکی تمنا نہین کرتے

در پردہ اوسے غیر سی ہی ربط نہانے
ظاہر کا پردہ ہی کہ پردا نہین کرتے

بہر عیادت نومیدی ارباب ہوس ہے
غالب کو برا کہتی ہو اچہا نہین کرتے

دیکھہ کر در پردہ گرم دامن افشانی مجھے
کر گئی وابستہ ان معصومون کی عریانی مجھے

بن گیا تیغ نگاہ یار کا سنگ فسان
مرحبا مین کیا یمیار کی کرانجانی مجھے

کیون نہو بی التفاتی اوسکی خاطر جمع ہے
جانتا ہی محو پرسش نہانی مجھے

میری غم خانہ کی قسمت جو ہونی تھی سو ہوئی
لیکہ دریا مین بجھا آب سیاب ویرانی مجھے

بد گمان ہوتا ہی وہ کافر نہوتا کاش کے
اسقدر ذوق نوای مرغ بستانی مجھے

وای گر میرا بہی شور محشر نی نہ دم لینی دیا
لیکیا تہا کو رمین دو تن اسانی مجھے

وعدہ آنی کا وفا کیجی یہہ کیا انداز ہی
تمنی کیون سو نہی ہی میری کہر کی درمانی مجھے

ہان نشاط آمد فصل بہاری واہ واہ
پہر ہوا ہی یاد زندان خزان مجھے

دی میری بہائیکو حق نی از سر نو زندگی
میرزا یوسف ہی غالب یوسف ثانی مجھے

یاد ہی شادی مین بہی نگاہ یار مجھے
سجدہ ریز لرزہ ہوا ہی خندہ زیر اب مجھے

ہی کشاد خاطر وابستہ در پہن سخن
تہا طلسم قفل ابجد خانہ مکتب مجھے

یارب ہس اشفتگی کی داد کس سے چاہئے
رشک آسائش ہی پہی ذلت یوسف مجھے

طبع ہی مشتاق لذت ہای حسرت کیا کرون
آرزو سی شوخی آزار و مطلب مجھے

دل لگا کر آپ بہی غالب مجھی سی ہو گئے
عشق سی تم نی تہی مانع میرزا صاحب مجھے

کہتی ہی نامہ بر سے غضب کیا کہا ی مجھے — حیرت ہی مجھ کو اپنی ہی یاد نہ جا ی مجھے

سنتا ہی جذبہ دل کی مگر تاثیر الٹی ہی — کہ جتنا کہتی ہون اور کہنا جا ی مجھے

وہ مدعا و میری ہی ستان شوق طولے — عبارت مختصر قاصد بھی کہہ جا ی مجھے

اور سرزنش ہی اور سر ہیجا ناتوانی ہے — یہ چھا جا ی ہی آوس سی بولا ی جا ی مجھے

سہل ہی مشکل ہی ہم ہجر یار جانکاہی کیا قیامت ہے — کہ دا ن جان یار چھوٹا جا ی ہی مجھے

تکلف بر طرف نظارگی مین بھی سہی لیکن — وہ دیکھا جا ی کب یہ قسمہ دیکھا جا ی مجھے

ہوی ن یا نہو ہی پہلی نبرد عشق مین لیکن — نہ بھا کا جا ی ہی مجھسی نہ آ جا ی ہی مجھسے

قیامت ہے کہ ہو مدعی کا ہم سفر غالب — وہ کافر جو خدا کو بھی نہ سونپا جا ی ہی مجھسے

لا نہ اسا ن کہ تو بزم مین جا دی مجھے — میرا منہ دیکھکر کر کوی بلا دی مجھے

کیا نعمت ہے جو کر مکو آ جا ی قسم — وہان ملک کوی سی حیلہ سی بنجا دی مجھے

مو نہ نہ دکھلا دی تی دکھلا یہ بہانہ ہے — کہو لکر پردا زر انکہین سے دکھلا دی مجھے

بہانسلک میری کرتب رہی ہوس کی گرمی — زلف گرہ جا دی تیغ شانہ مین الجھا دی مجھے

زبسکہ مشق تماشا جنون علامت ہے — کنار و بوسہ مژہ یہی ندامت ہے

نجانون کیونکی متی داغ طعن بدعہدی — نجھی کہ آینہ بھی وربطہ ملامت ہے

بہ ہیچ وتا ہوس سلک عافیت مت توڑ — نگاہ عجز سر رشتہ سلامت ہے

وفا مقابل و دعوا عشق بی بنیاد — جنون ساختہ و فصل گل قیامت ہے

رونی سی درعشق مین بیباک ہو گئے — دہوی گی ہم اتنی کہ بس پاک ہو گئے

صرف بہای ہوی الات میکشی — تہی بہہ ہی وہ حساب سو یون پاک ہو گئے

رسوای سرگ ہوی ادارگی سی تم — ماری طبیعتون کی تو چالاک ہو گئے

کہتا ہی کون نالہ بلبل کو بے اثر — پر دیمن گل کی لا کہ جگر چاک ہو گئے

بوجہی تی کیا وجود و عدم اہل شوق کا — آپ انہی آگہی فنا خاشاک ہو گئے

کرتی گئی تہی اوس سے تغافل کا ہم گلا — کی ہنک ہی نگاہ کہ بس خاک ہو گئے

اس رنگ سی اوٹہای گل اوسی کی لاش — دشمن بھی جسکو دیکھکے غمناک ہو گئے

شیشہ ہا شاداب رنگ سازِ ہاست طرز — شیشہ می سرو و سبز جوبارِ نغمہ ہے

ہمنشیں مت کہہ کہ برہم کر نزم غیر بار — واں تو میرِ نالہ کو بھی اعتبارِ نغمہ ہے

عرضِ نازِ شوخیِ دنداں برائے خندہ ہے — دعویِ جمعیتِ احبابِ جائے خندہ ہے

کلفتِ افسردہ کی کوشش متاعِ جرم ہے — ورنہ دنداں در دلِ افشردن بنائے خندہ ہے

ہے خرامِ ناز گنجہ محوِ غیرتِ انجامِ گل — بیکساں زانو تامل در قفائے خندہ ہے

شورِ تمہیدِ تبسم ہائے مستانِ طرب — دل محیطِ گریہ و لب آشنائے خندہ ہے

حسن بے پروا خریدارِ متاعِ جلوہ ہے — آئینہ زانوئے فکرِ اخترِ اعجلوہ ہے

تا کجا اے آگہی رنگِ تماشا باختن — چشم وا کردہ اغوشِ وداعِ جلوہ ہے

حسنِ بے پروا کو خود بینی سے ہے رخصت فروغ — رخصتِ آئینہ بندِ چشمِ بینا جلوہ ہے

عالمِ غربت میں مجنوں سے رقابت کیوں نہ ہو — کعبہ و دیرِ خیالِ طرہ لیلا کیوں نہ ہو

افسردگی نہیں طربِ انشائے التفات — ہاں دل و دیں کی دل سے مگر جائے کیوں نہ ہو

دونی سی اپنی ہیم ملامت مگر مجھے — آخر کبھی تو عقدہ دل وا کرے کوئی

چاک جگر سے رہ ترِ پیراہنِ ہوس — کیا فائدہ کہ جیب کو رسوا کرے کوئی

لختِ جگر سے ہے رگِ ہر خارِ شاخِ گل — تا چند باغبانیِ صحرا کرے کوئی

ناکامیِ نگاہ ہے برقِ نظارہ سوز — تو وہ نہیں کہ تجھ کو تماشا کرے کوئی

ہر سنگ و خشت ہے صدفِ گوہرِ شکست — نقصاں نہیں جنوں سے جو سودا کرے کوئی

سر برہوئی نہ وعدہ صبر آزما سے عمر — فرصت کہاں کہ تیری تمنا کرے کوئی

ہے وحشتِ طبیعتِ ایجاد یاس خیز — یہ درد وہ نہیں کہ نہ پیدا کرے کوئی

بیکاریِ جنوں کو ہے سر پیٹنے کا شغل — جب ہاتھ میں نہ ہو تو گریباں کرے کوئی

حسنِ فروغِ شمعِ سخن دور ہے اسد — پہلی دل گداختہ پیدا کرے کوئی

باغ پا کر خفقانی یہ ڈراتا ہے مجھے — سایہ شاخِ گل افعی نظر آتا ہے مجھے

جوہر تیغ سر چشمۂ دیگر معلوم — موجۂ گل سے ترا زخم نمایاں ہونا
مدعا محو تماشائے شکست دل ہے — آئینہ خانہ میں کوئی لئے جاتا ہی مجھے
نالہ سرمایۂ یکعالم و عالم کف خاک — آسمان بیضۂ قمری نظر آتا ہی مجھے
زندگی میں تو اداہی وہ محفل سجی ہے — دیکھوں اب مرگئی پر کون اداتا ہی مجھے

کوہ کی ہون ہا رخاطر کرصدا ہوجائے — بی تکلف ای شرار جستہ کیا ہوجائے
بیضہ اسا تنگ بال و پر بہ بی گنج قفس — از سر نو زندگی ہو گر رہا ہوجائے

مستی بذوق غفلت ساقی ہلاک ہی — موج شراب یک مژہ خواب اک ہی
حز زخم تیغ ناز نہیں دلمیں آرزو — جیب خیال بھی تیری ہاتھ تہی چاک ہی
جوش جنون سے کچھ نظر آتا نہیں اسد — صحرا ہماری آنکھ میں یک مشت خاک ہی

لب عیسی کی جنبش کرتی ہی گہوارہ جنبانی — قیامت کشتۂ لعل تباں کا خواب سنگین ہی

آمدی سیلاب طوفان صدای آب ہے — نقش پا جو کان میں رکھتا ہے انگلی جادہ سے
نرگس مے خشکدہ ہی کس کی چشم مست کا — شیشہ میں نبض پری پنہاں ہی موج بادہ سے

جس جا نسیم شانہ کش زلف یار ہے — نافہ دماغ آہوئے تاتار ہے
کس کا سراغ جلوہ ہی حیرت کو ای خدا — آئینہ فرش شش جہت انتظار ہے
ہی ذرہ ذرہ تنگی جا سی غبار شوق — کردام ہے ہی وسعت صحرا شکار ہے
دل مدعی و دیدہ بنا مدعا علیہ — نظارہ کا مقدمہ ہے ورد کار ہے
جوہر کی ہی شبنم آئینہ برگ گل پہ آب — ای عندلیب وقت وداع بہار ہے
ہے آرزو ہی وعدہ دلدار کی مجھے — وہ آوی یا نہ آوی ہے پیمان انتظار ہے
بی پردہ سوی وادی مجنون گزر نکر — ہر ذرہ کی نقاب میں دل بیقرار ہے
ای عندلیب یک کف خس بہر آشیان — طوفان آمد آمد فصل بہار ہے
دل مت گنو اخجرۂ شبہی سری سہے — ای بیدماغ آئینہ تمثال دار ہے

غفلت کفیل عمر و اسد ضامن نشاط ۹۲ ای مرگ ناگہان تیرا کیا انتظار ہے

ہون مین بھی تماشائی نیرنگ تمنا مطلب نہین کچھ اس سی مگر مطلب براری ہے

خموشیون مین تماشا ادا نکلتی ہی نگاہ دلسی تیری سرمہ سا نکلتی ہی
فنا نیستی کی خلوت سی شبہی ہی شبنم صبا جو غنچہ کی پردہ مین جا نکلتی ہی
بہ وجہ سینہ عاشق سی آب تیغ نگاہ کہ زخم روزن در سی ہوا نکلتی ہی

ہجوم نالہ حیرت عاجز عرض یک افغان ہے خموشی میرصد نیستان سے خس بدندان ہے
تکلف برطرف چی بستان بہ بطف بیخودان نگاہ بی حجاب ناز تیغ تیز عریان ہے
ہوی یہ کثرت غمسی تلف کیفیت شادی کہ صبح عید مجکو بدتر از چاک گریبان ہے
دل و دین نقد لاساقی سی گر سودا کیا چاہے کہ ایسے مال کے لینے کو یہ مہنگا گران ہے
غم آغوش بلا مین پرورش دنیا عاشق کو جراغ روشن اینجا قلزم صرصر کا مرجان ہے

آئینہ کیون نہ دون کہ تماشا کہین جسے ایسا کہان سی لاؤن کہ تجھا کہین جسے
حسرت نی لاکہا تیری بزم خیال مین کلدستہ نگاہ سویدا کہین جسے
پھونکا ہی کسنی کوشش محبت مین اے خدا افسون انتظار تمنا کہین جسے
سر پر ہجوم درد غریبی سی ڈالیئے وہ ایک مشت خاک کہ صحرا کہین جسے
ہی چشم تر مین حسرت دیدار سی نہان شوق عنان گسیختہ دریا کہین جسے
درکار ہی شگفتن گلہای عیش کو صبح بہار پنبہ مینا کہین جسے
غالب برا نمان جو واعظ برا کہے ایسا بھی کوئی ہی کہ سب اچھا کہین جسے

شبنم بگل لالہ نہ خالی زادا ہی داغ دل سیدبرد نظر گاہ حیا ہی
دل خون شدہ کشمکش حسرت دیدار آئینہ بدست بت بدمست حنا ہی
شعلہ سی ہوتی ہوس شعلہ نی جو کی جی کسقدر افسردگی دل پہ جلا ہی
تمثال مین تیری ہی وہ شوخی کہ بصد شوق آئینہ بہ اندازگل آغوش کشا ہی

۹۳

قمری کف خاکستر و بلبل قفس رنگ — اے نالہ نشان جگر سوختہ کیا ہے

جوں شیری افسردہ کیا دشت دلکو — مغموتی و بیجو صلکی طرفہ ملا ہے

مجبوری و دعوی گرفتاری الفت — دست تہ سنگ آمدہ پیمان وفا ہے

معلوم ہوا حال شہیدان گزشتہ — تیغ ستم آئینہ تصویر نما ہے

اے پرتو خورشید جہانتاب ادھر بھی — سایہ کی طرح ہم پہ عجب وقت پڑا ہے

ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملی داد — یارب اگر ان کردہ گناہوں کی سزا ہے

بیگانگی خلق سے بیدل نہ ہو غالب — کوئی نہیں تیرا تو مری جان خدا ہے

مدت ہوئی ہے یار کو مہماں کئے ہوئے — جوش قدح سے بزم چراغاں کئے ہوئے

کرتا ہوں جمع پھر جگر لخت لخت کو — عرصہ ہوا ہے دعوت مژگاں کئے ہوئے

پھر وضع احتیاط سے کئی لگا ہے دم — برسوں ہوئے ہیں چاک گریباں کئے ہوئے

پھر گرم نالہ ہائے شرر بار ہے نفس — مدت ہوئی ہے سیر چراغاں کئے ہوئے

پھر برش جراحت دل کو چلا ہے عشق — سامان صد ہزار نمکداں کئے ہوئے

۹۴

پھر بہر رہا ہوں خامہ مژگان بخون دل — ساز چمن طرازی داماں کئے ہوئے

باہد کر ہوں ہیں دل دیدہ پھر رقیب — تطار خیال کا سامان کئے ہوئے

دل پھر طواف کوئی ملامت کو جائے ہے — پندار کا صنم کدہ ویران کئے ہوئے

پھر شوق کر رہا ہے خریدار کی طلب — عرض متاع عقل و دل و جان کئے ہوئے

دوڑے ہے پھر ہر ایک گل لالہ پر خیال — صد گلستان نگاہ کا سامان کئے ہوئے

پھر چاہتا ہوں نامہ دلدار کھولنا — جان ندر دلفریبی عنوان کئے ہوئے

مانگے ہے پھر کسو کو لب بام پر ہوس — زلف سیاہ رخ پہ پریشان کئے ہوئے

چاہے ہے پھر کسو کو مقابل میں آرزو — سرمہ سے تیز دشنہ مژگان کئے ہوئے

اک نوبہار ناز کو تاکے ہے پھر نگاہ — چہرہ فروغ مے سے گلستان کئے ہوئے

پھر جی میں ہے کہ در پہ کسو کے پڑے رہیں — بیٹھے رہیں تصور جاناں کئے ہوئے

پھر جی میں ہے کہ در پہ کسو کی پڑے رہیں — سر زیر بار منت درباں کئے ہوئے

غالب ہمیں نہ چھیڑ کہ پھر جوش اشک سے — بیٹھے ہیں ہم تہیہ طوفاں کئے ہوئے

تمام شد غزلیات

منتخب قصیدہ منقبت علی مرتضی علیہ السلام

سازِ نکہت زہ بہین فیضِ چمن سے یکبار — سایۂ لالہ سیہ داغ سویدائی ہزار

مستی باد صبا سی ہی یہ عرضِ سبزہ — ریزہ شیشہ ہی جوہر تیغ کہسار

سبزہ سی جامِ زمرد کی طرح داغ پلنگ — تازہ ہی ریشہ ناریخ صفت روی شرار

ہستی ابری سی کلیجین طرب ہے حسرت — کہ اس اغوش مین ممکن ہی دو عالم کا فشار

کوہ و صحرا ہمہ معموری شوق بلبل — راہ خوابیدہ ہوی خندہ گل سی بیدار

سوتی ہی فیض ہوا صورت مژگانِ یتیم — شبنم نوشت دو جہان ابر یک سطر خیال

کاٹ کر پھینکی ناخن تو ہلال — قوت نامیہ اوسکو بھی نہ چھوڑی بیکار

کف خاک یہ کردون شدہ قمری پرواز — دام برکاندہ اشک زدہ طاؤس شکار

سبلدہ مین ہوا کر آرزوی گل چیدن — بھول جا یک قدح بادہ چمن گلزار

موج گل تودہ خاکستر کدہ غنچہ باغ — گم کری کوشہ میخانہ مین گر تو دستار

کیجی کرمانی اندیشہ چمن کی تصویر — سبز خط رخسار ہو خط پرکار

نعل سی کی ہی فی زمرہ مدحت شاہ — طوطی سبزہ کہسار فی سبد انتظار

دہانکی خاشاک سی حاصل ہو جسی بیکر کاہ — وہ رہی مرو حہ بال پرسیے نیزار

خاک صحرائی نجف جوہر سیر عرفا — چشم نقش قدم آئینہ بخت بیدار

ذرہ اوس گرد کا خورشید کو آئینہ ناز — کرہ اوس دشت کی امید کو احرام بہار

اخترِ بخت کو ہی ہانسی طلب مستی ناز — عرض خمیازہ ایجاد ہی ہر موج غبار

فیض سی تیری ہی شمع شبستان بہار — دل پروانہ چراغان پر بلبل گلزار

شکل طاؤس کری آئینہ خانہ پرواز — ذوق مین جلوہ کی تیری ہوای دیدار

تیری اولاد کی غمسی ہے ہر وی گردون — سلک اختر مین نمونہ کو ہر ہار

ہم عبادت کو تیرا نقش قدم مہر نماز — ہم ریاضت کو تیری حوصلہ سی استظہار

مدح مین تیری بہان نرمہ نعت نبی — مجام سی تیری عیان بادہ خوش اسرار

جوہر دست دعا آئینہ یعنے تاثیر — یکطرف نازش مژگان و دگر سو غم خار

مردمک سی ہو عزا خانہ یکشہر نگاہ — خاک در کی تیری جو چشم ہو آئینہ دار

دشمن آل نبی کو بطرب خانہ دہر — عرض خمیازہ سیلاب ہو طاق دیوار

دیدۂ نادل امید آئینہ یک برتو شوق — فیض معنی سی تو نم ناکف راقم سرشار

انتخاب قصیدہ منقبت علی مرتضی علیہ السلام

دہر جز جلوہ یکتائی معشوق نہیں — ہم کہاں ہوتے اگر حسن نہ ہوتا خود بین

بدلی ہائی تماشا کہ نہ عبرت ہی ذوق — بیکسی ہائی تمنا کہ نہ دنیا ہی دین

ہرزہ ہی نغمہ زیر و بم ہستی و عدم — نغو ہی آئینہ فرق جنون و تمکین

مثل مضمون وفا باد بدست تسلیم — صورت نقش قدم خاک بفرق تمکین

الاف داش غلط وقع عبادت معلوم — درد یکسا ثر غفلت ہی جزا و تہ دین

نقش مطلب ہمہ جمیازہ عرض صورت — سخن حق ہمہ پیمانہ ذوق تحسین

عشق سیر بطی شیرازہ اجزائی حواس — وصل رنگار رخ رشتن مرآت یقین

کو تہ کن کہ رسد فرد در طرب کاہ رقیب — ہیستون آئینہ خواب گران شیرین

کسی دیکھا نفس اہل وفا تش خیز — کستی یا با اثر نالہ دلہائی حزین

سامع زمزمہ اہل جہان ہوں لیکن — نہ سرو برگ ستایش نہ دماغ نفرین

کسوت ہرزہ سرایون کو عیاذاً باللہ — یکقلم خارج آداب وقار و تمکین

نقش لاحول لکھے اسی خامہ بہزیان تحریر — یا علی عرض کرے اسی فطرت و سواس قرین

منظہر

منظہر فیض خدا جان و دل ختم رسل — قبلہ آل نبی کعبہ ایجاد یقین

ہو وہ سرمایہ ایجاد جہان گرم خرام — ہر کف خاک ہی وہان گردہ تصویر زمین

جلوہ پرداز ہو نقش قدم اوسکا جسجا — وہ کف خاک ہی ناموس دو عالم کی امین

نسبت نام سی اوسکی ہی یہ رتبہ کو رسائی — ابدا پشت فلک خمشدہ باز زمین

فیض خلق اوسکا سی شامل کبی ہوتا ہے — بوی گل سی نفس باد صبا عطر اگین

برش تیغ کا اوسکی ہی جہانمین چرچا — قطع ہو جاوی سی سررشتہ ایجاد کہین

کفر سوزا وسکا وہ جلوہ ہی جس سی تو نے — رنگ عاشق کی طرح رونق بتخانہ چین

جان بنا دل وہان فیض سا ناشاد — وصی ختم رسل تو سی بفتوای یقین

جسم اطہر کو تیری نعش پیمبر سے — نام نامی کو تیری ناصیہ عرش نگین

کس سی ممکن ہی تیری مدح بغیر از واجب — شعلہ شمع مگر شمع پہ باندہی آئین

استان پر تیری جو سر آئینہ سنگ — رقم بندگی حضرت جبریل امین

تیری درکی لئی اسباب تہی رامادہ — خاکیون کو جو عطا کی دی جان و دل و دین

تیری مدحت کی لئی ہین دل و جان کام و زبان — تیری تسلیم کو ہین لوح و قلم دست و جبین

کسی سے ہو سکتی ہی مداحی ممدوح خدا — کس سے ہو سکتی ہی آرائش فردوس بریں

خیس بازار معاصی سد اللہ اسد — کہ سوا تیری کوئی اوسکا خریدار نہین

شوخی عرض مطالب مین ہی کتاخ طلب — ہی تیری حوصلہ فصل پہ از بسکہ یقین

دی دعا کو میری وہ شبہ حسن قبول — کہ اجابت کہی ہر حرف پہ سو بار آمین

غم شبیر سی ہو سینہ بہان تک لبریز — کہ رہین خون جگر سی مری انکہین رنگین

طبع کو الفت دلدل مین یہ سر کرمی شوق — کہ جہان تک چلی اوس سے قدم اور محبت سی سوا

دل الفت نسب و سینہ توحید تفصیل — نگہ جلوہ پرست و نفس صدق گزین

صرف اعدا اثر شعلہ دود دود و دوزخ — وقف احباب کل و سنبل فردوس بریں

قطعات

قطعہ در نمائش عنوان دلاویزی گفتار و آسان کردن اندوہ نیسان بجدل دلدار

کئی وہ دن کہ نا دانستہ غیر وفا داری — کیا کرتی تہی تم تقریر ہم خاموش رہتی تہی

بس اب بگڑی پہ کیا شرمندگی جادو نے بیجا کی — قسم لو مسی کر یہ بہی کہین سو ین ہم کہتی تہی

جبن سرمایہ کردن گفتار سنابیس کلکتہ کہ اگر فردوس عنوان گفت ارم ست البتہ

کلکتہ کا جو ذکر کیا تو نی ہمنشین — اک تیر میری سینہ مین مارا کہ ہائے ہائے

وہ سبزہ زار ہای مطرا کہ ہی غضب — وہ نازنین بتان خود آرا کہ ہای ہائے

صبر آزما وہ اونکی نگاہین کہ حف نظر — طاقت ربا وہ اونکا اشارا کہ ہای ہائے

وہ میوہ ہای تازہ و شیرین کہ واہ واہ — وہ بادہ ہای ناب گوارا کہ ہای ہائے

باد دوست از سپاس عطای ہدیہ سخن راندن و متاع گزیدہ سخن در برابر آن نثار کردن

ہی صاحب کے دست بہ بخشی ذلی — زیب دنیا ہی اسی حسقدر اچہا کہی

خامہ انگشت بدندان کہ اسی کیا لکہی — نا طقہ سر بگریبان کہ اسی کیا کہی

مہر بکنوب عنبر ان گرامی لکہیے — حرز بازوی شکر خان خود آرا کہیے

مسی آلودہ سر انگشت حسینان لکہیے — داغ طرف جگر عاشق شیدا کہیے

خاتم دست سلیمان بے مثابہ کہیے — سرپستان پریزاد نبی ماما کہیے

اختر سوختہ قیس سے نسبت دیجے — خال مشکین رخ دلکش لیلا کہیے

حجر الاسود دیوار حرم کیجی فرض — نافہ آہوی بیابان ختن کا کہیے

وضع مین اسکو اگر سمجہی تو ناچار یاقی — رنگ مین سبزہ نوخیز مسیحا کہیے

صومعہ میں اسی تہرائی کر مہر نماز — میکدہ میں اسی خستہ خم صہبا کہئے
کیوں اسی فعل در لیج محبت لکھیے — کیوں اسی نقطہ پر کار تمنا کہئے
کیوں اسی کو ہنر نایاب تصور کیجے — کیوں اسی مردمک دیدہ عنقا کہئے
کیوں سی نکتہ براہمن لیلی لکھیے — کیوں اسی نقس ناقہ سلما کہئے
بندہ بردور کی کف دست کو دل کیجے فرض — اور اس حکنی سیاری کو سویدا کہئے

رباعیات

بعد از اتمام بزم عید اطفال — ایام جوانی رہی سا غرگشت حال
اک بیچ میں تا سواد اقلیم عدم — جاسی عمر گزشتہ یکقدم استقبال

شب کہ لف و نشر حرف نام تھا — کیا نہ گردوں کہ طرفہ تر عالم تھا
رو دامن ہزار انکھہ سی تسبیح تک — ہر قطرہ اشک دیدہ پر نم تھا

اتنش بازی سی جیسی شغل اطفال — ہی سوز جگر کا بھی کچھ ایسا ہی حال

تھا

تھا موجہ عشق بھی قیامت کوئی — لڑکوں کی لئی کیا ہی کیا کھیل نکال

دل تھا کہ جو جان درد تمہید سہیے — بیتابی رشک و حسرت دید سہیے
ہم اور فروں ای تجلی افسوس — نکلا ترا روانہیں تو تجدید سہیے

ہی خلق حسد قماش لڑنی کی لئی — وحشکدہ تلاش لڑنی کی لئی
یعنی ہر بار کاغذ باد کے طرح — ملتی ہیں یہ بدمعاش لڑنی کی لئی

دل سخت نزند ہو گیا سی کویا — اوس سی کلمند ہو گیا ہی کویا
بیداد کی اکی نوک سکتے ہی نہیں — غالب مونہہ ہو گیا سی کویا

دکھہ جنکی پسند ہو گیا ہی غالب — دل رک رک کر بند ہو گیا ہی غالب
واسہ کہ شب کو نیند آتی ہی نہیں — سونا سوگند ہو گیا ہی غالب

۱۰۳

مشکل ہی زبس کلام میرا ایدل — سن سنکی اوسی سخنور ان کامل
آسان کہنی کی کرتی ہین فرمایش — کویم مشکل وگرنہ کویم مشکل

بھیجی ہی جو مجکو شاہ جم جاہ نی دال — ہی لطف وعنایت شہنشاہ یہ دال
یہہ شاہ بسیند دال بی بحث وجدال — ہی دولت ودین ودانش وداد کی دال

ہین شہ مین صفات ذوالجلالی باہم — آثار جلالت وجمالی باہم
ہون شاد نکیون اسفل وعالی باہم — ہی آب کی شبنم قدر ودوالی باہم

تقریظ

بنام ایزد سپہی بلا ناطورہ ایست از دودمنی خانوادہ فکر بہ پرورد کرم جلوہ
گر عجز ولا وبالی خرام محجوبہ ایست متقنعہ از رخ برداشتہ ودامن بہ کمر زدہ
در انداز پردہ دری یوسفستانیست حور انداز ان معانی در وی دوشیزہ
مدہوش عبہر زاریست جلوہ گاہ جبرئیان باجنہ ہوش پیما ودر بندیست

مانند سپہر ثوابت کوہر آگین خورشید رویق شمار سماعیست کارنامہ شکن
صد نگارخانہ چین فروغانی چراغیست پری پروانہ سعادی عکلیت حرز
مازوی فرزانہ کوی میکائیل توال موکلی فرانج معاطی نہادہ است وبر بر سنہ
چشمان سخن صلای علم در دادہ بیت اقدس تقدس معدبیت کہ کلیدش بدست
خیم درست دادہ اند ودرش براحرام بندان مزدلفہ دل کشادہ موسنانیت
یک صنمستان زنار بندان خیال دروی جبین سای ارتنگیت بہ نمایش
نقشہای بدیع پشت دست مانی ونہراد بر زمین سای ہر صفحہ ازین اوراق
برہمنیست بپیوان ہر ورق از کتاب موحدیست استادان آئینہ خانہ
بیت کبتی نما صنعتوکدہ ایست مصفا پردہ کیاستد حجلہ نشین سرادق
مریم کرداری مشوخ چشمانہ پردہ در راز شاہدان بازاری نہ پرستانند
تونکر دل ازادکانند یادرکی شاق طبیعتند بجوشن مایل سادہ پیکرانند
نگارین دل بافت بتکانند زہر فن پرینی کوہرانند بابل مسکن سمندرانند
قلزم کشش نہنگانند سنبہ برانش برشگانند بخبہ معز سہم بمعز وسہم بپوست نغز

باده آشامانند یه مست از خود رفتگانند بایکدگر همدست هندی صنعانند

بارسی گردد بلی نژاد اند صفاهان بر ورد دهان و هان رسم که انچه سرودم

به سخته باشی همانا منتخب دیوان اردو زبانست ریخته کلک مسیحی قرباب خدام

قسطاس دانش اسطرلاب بینش جوهر آمنه آفرینش معیار نقد کرانمایکی

معراج مسلم بلندپایکی قهرمان قلمرو معنی پروری فرمان فرمای کیهان سخنوری کیتی

خدایگان نوایین نگاری جهان سالار تازه گفتاری روان بخش کالبد

سخن گستری مینائی فرای چشم دیده وری فرازنده لوای شوکت خامه

فروزنده چراغ دودمان آمه آیه ناسخ [illegible] سمت بمداستانان رحیل انجمن

نکته دانان سخن را از خیالش ارجمندی معانی را ز فکرتش سربلندی

صریر خامه اش بس دلپذیر است بهشتی ماند لبهایش قفیر است

مهین فرزند شه آرای عسلوی دم روح القدس در کشت معنی

جهان را بید ریغ آموزگار است کزین معنی شناس روزگار است

سرو سر دفتر شیوا بیانان درین فن افتخار همزبانان

به جولانگاه سخن تازی فلاطون فطرتی حکمت طرازی

ز تکلش ریزش گنج معانی چو ابر آذرسی در دُرفشانی

ز صهبای سخن سرشار گشته ورق از فکر او گلزار گشته

موحد کیش صافی منش ستوده خوی و فرخنده کیش بزرگ نهاد پاکیزه

کوهر فرشته سرشت از رم گستر کین گزار مهر پرور خورشید فروغ

کیهان فرنکوهش نکوه ستایش ستای کشور معنی راده خدا ترس

وفا و قنوت دیده تامل حیا و مروت درک مصور روح مجسم عالم

جان جهان عالم دالا حسب عالی نسب سمی وصی امین و مخزن آداب

حضرت چارمین دستور اعنی استادی مرشدی مولای اخی میرزا

اسد ابیر خان بهادر المتخلص بغالب اللهم کمل الکلام مدیمومة بقاء

بحصل المرام مخزونه لقایه محمد آمین محمد ضیاء الدین از دیرباز

والائی اندیشه بست در این اندیشه دی و کرانی قدر سبک اندران

سنجشی که این گرامی برادرزاده ها را که یکان یکان خلف الصدق دودمان

ضمیر بل ابوالآبای مضامین دل پذیر است به تعلیم نوآموزان نکوازبدشناسم
را بگیرد و این ارزمند جواهر پاره ها را که هرکی ازان سیمین ساعد شخص خرد را
پاره و نازنین پیکر هوش مثل کوشواره است بر شمه پیشه مشتاق شناسای را بخشد
با د کارساز ایزد بزرگ را هزاران سپاس که درین زمان که سنه مقدسه
هجریه نبویه علی صاحبها افضل التحیات و اکمل الصلوات به هزار و دویست
و پنجه و چهار رسیده آن دبیرین پیچ و دلنشین از یمن سعادت روزگار را
هنجار و قلاوزی بخت بیدار خوشتر ازان که میخواستم روای کلکم فرشناگاهی
در دل یار نزد واندوه گرداوری مدبر رفت چون ماجصاحی افراد این مآثر
صحیفه بشناختم همگی اشعار شعرای چار غزل و قصیده و قطعه و رباعی هزار و دوست
اند یافتم آلایا توانا بهوشان هوشی و شناوکوشان کوشی که بزشاهراه شناخت هزاران
نیکو معانی نابدرفت ندر پیچ و پیه لابه زنان حزن فلب بیات گرفت چنانکه خود آن
والاان کارد رگزارش این گنجینه یار بسیاری نامه خویشتن دربرده سازان گفتار خود
می سزاوار ی راست میفرماید تا گویم نا نباشد نغز غالب چه غم گر هست اشعار مرا عیب
ازانا کسی بردیگران تذکاری باد فقط

تم

غلط نامه

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۳	۵	×	پارسی است آتش بهمن کز
۳	۴	×	مسلم است از
۴	۱۳	میشینی	نیستی
۵	۱	×	یعنی نقش ضمیر
۷	۶	×	افسردگی کی آزادہ
۱۹	۶	درین اوراق صاحب مرحوم کی تازہ نظمیں	تازہ نہیں ہی نشہ فکر سخن مجھے
			تر یا کسی قدیم ہوں دود چراغ کا
			تلمیل کی کا رد بار یہ ہیں خندہ ہای گل
			کہتی ہیں جنکو عشق خلل ہی دماغ کا
۲۸	۱۱	پیہ	بہ
۲۸	۱۳	جای ہی	جاتا ہی
۲۸	۱۰	چال	چل
۲۹	۱	انجمن	بانجمن
۳۵	۱۲	[illegible]ی	بینہی
۳۹	۷	[illegible]	گل
[illegible]	۱	شاہد	سرشاہد
۹۹	۶	کہیچا	کہچتا
۹۲	۱	پہہ	تجھی